بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؁

ارضی ستارے

خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ وَّاذۡکُرُوۡا مَا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

سہ لفظی تاریخ غرر سنہ ۱۴۰۰ ھجری

مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور اس کا ذکر کرو شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ

ملفوظات وارشادات اکابرین ملّت مشتمل بر سلسلۂ حیات بہلولؒ

(المسمیٰ بہ)

گلزارِ بہلول رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

عارف باللہ حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادریؒ

ناشر

خانقاہ حضرت شریف الحق قادری صاحب قبلہ

بی بی کا چشمہ، شاخ سلسلہ حضرت عارف الحق بہلول وسالکؔ نظام آباد

سخن ہائے گفتنی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! ہمارے دادا پیر حضرت سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادری رحمۃ اللہ علیہ کی باقیات میں متعدد تصانیف ہیں جس میں سے ایک زیر نظر کتاب ''گلزار بہلولؒ'' ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے مریدین کے اصرار پر بنا کسی مطالعہ و استفادہ کتاب ہذا تصنیف فرمائی۔ حضرت کی تاحین حیات اس کتاب کی طباعت عمل میں آئی۔ عرصہ دراز کے بعد اس کتاب کو دوبارہ اہل سلسلہ کیلئے طباعت کے مراحل سے گزارا گیا۔ اس ایڈیشن میں کتابت کی غلطیوں کو درست کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی باوجود کہیں کوئی خامی رہ جائے تو اہل علم مطلع فرمائیں اور ہم نے من وعن کتاب کو اپنی اصلیت پر برقرار رکھا، کہیں بھی کسی قسم کی ترمیم نہیں کی۔ اگرچیکہ کئی مقامات ترمیم کے محتاج تھے۔ ہم بے حد ممنون ہیں نبیرہ سالک القادریؒ حضرت سید شاہ مظہر عالم حسینی سجادہ نشین حضرت سید شاہ امان اللہ حسینی بابن صاحب پہاڑی نظام آباد کہ آپ نے کتاب کو شائع کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ قبل ازیں نور نظر پیر سالک حضرت سید شاہ مقصود عالم حسینی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ کی دیگر کتب کی طباعت و اشاعت کی اجازت دے کر ہم پر اطمینان و اعتماد کا اظہار فرمایا تھا۔ چونکہ کتاب ہذا بزرگوں کے سلسلہ کتب کی آخری کڑی ہے۔ کاش گلزار بہلول حضرت مقصود عالم حسینی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں منصۂ شہود پر آتی تو نور علیٰ نور ہوتا۔ ہمیں اُمید ہے کہ حضرت کی روح مبارک اس کام سے مسرور ہو کر ہمیں اپنے باباجان حضرت سالکؒ کی بارگاہ میں خصوصی فیضیابی کی سفارش فرمائیں گی۔ قابل مبارکباد ہے۔ حافظ و قاری مولوی ابوالحسین محمد حسان احمد قادری

فاضل جامعہ نظامیہ وخلیفہ سلسلہ کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے ساتھ کتاب کی طباعت کے لئے مسلسل جدوجہد کی۔ اگر قاری صاحب مسلسل کوشش نہ کرتے تو اس سال ''گلزار بہلول'' کا منظر عام پر آنا دشوار تھا۔ نیز مولانا حافظ محمد عمران قادری صاحب عالم جامعہ نظامیہ نے بھی پروف ریڈنگ میں تعاون فرمایا۔ محب محترم مرید خاص جناب حافظ عبدالحبیب قادری صاحب نے خطیر رقم صرف فرما کر کتاب کو طبع فرمایا اور جنھوں نے بھی دامے درمے قدمے سخنے اس کارخیر میں حصہ لیا پروردگارِ عالم ان پر فیض بہلول وسالک کی چھما چھم بارش فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

احقر العباد

الحافظ الشیخ محمود شاہ عالم سالک القادری

کامل الفقہ جامعہ نظامیہ و ناظم جامعۃ الحرمین وٹے پلی

حیدرآباد

۷۸۶
۹۲

اعتذار

جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے

صاحبان نظر وادیبان عصر سے اپنی ہیچمدانی کے باوجود معذرت خواہ ہوں کہ کتاب گلزارِ بہلولؒ کو بغیر کسی تبصرے بغرض استفادہ اہل سلسلہ مجموعۂ افکار جو اکابرین ملّت صوفیاء مثلاً داتا گنج بخش لاہوری اور حضرت شاہ ولی اللہ حسینیؒ محدث ومولانا ابوالکلام آزادؒ امام الھند کے ترشحاتِ قلمی منقولات وملفوظات الحاج امداد اللہ صاحبؒ سپرد قلم کرکے شکرگزار ہوں کہ ۱۴۰۰ صدی کے دور میں ماضی کے نقوش پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ف ا۔کتاب ہذا میں احوال سلسلہ اور مختصر صراحت کے ساتھ اذ کار ومشاغل ومعمولات صوفیاء کرام مختصر سوانح حیات سپرد قلم ہے اور ایک باب قرآنی عملیات ودعاؤں کا مختصر ہے۔ یہ بات واضح رہے خاندانی عملیات دلائل الخیرات وحزب البحر پڑھنے اور مطالعہ کی چیز نہیں ہے۔تقویٰ وطہارت کا اعلیٰ مقام اور مسلسل عمل کی ضرورت ہے۔عملیات وظائف سے تزکیہ نفس میں مدد ملتی ہے طہارت ظاہری و باطنی کا موجب ہے مگر یہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ بقدر ضرورت کوشش مناسب ہے۔

معلومات، مدارِ کامیابی نہیں ہے بلکہ معمولات سے انسان میں پختگی آتی ہے۔عقائد و نسبت کا تصور درست ہوتا ہے۔زندگی کے مختلف شعبوں میں کامیاب بات ہے۔دنیا ہمیشہ قول پر نہیں بلکہ کردار پر جھکتی ہے۔ہر ایک آدمی ہر ماہ میں پوری کتاب تفصیل سے مطالعہ

کرے اور ہر ماہ کی ۱۲/کو تذکرہ جاری رکھے۔ بعد فاتحہ اہل سلسلہ ناغہ نہ کرے۔

گلزار بہلولؒ سجادہ نشین نظام آبادی کے بہار بے خزاں اور نو رسیدہ گل و ریحاں کا ایک آبائی و جدّی سلسلہ اپنے قدیم شاندار ماضی کو آئینہ حال میں پیش کرتا ہے اور حق تعالیٰ کے الطاف قدیمہ بصورتِ جمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پدر عالم فخر کائنات سید الاوّلین والآخرین شہادت گہ عالم میں جبین رسالت سے بُت کدہ تصورات میں توحید ربانی کے جلوے نائبان رسالت کے زبان و چشم و ہوش کے دریچوں سے ظلمت کدہ فکر انسانی کے لئے شمع ولایت روشن فرما کر اسم ہادی کی تجلی سے دلوں کی زندگی اور نور ایمان کا تحفظ فرما دیا۔ (جل مجدہ وجل جلالہ)

ہمارے داخلی جماعتی مسائل اور روایات سلسلہ کے تحفظ کے خاطر حسبِ ارشاد نبوی ﷺ (بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اٰيَةً) خلفاء سلسلہ کی سرگرمیوں کو تحفظ عقیدت و عظمت صلحاء اُمت کے لئے ایک مخلصانہ لائحہ عمل، بقدر ضرورت تعلیمات دین، صلوٰۃ و صوم، مجلس ذکر اللہ کا ہفتہ واری اور مہینہ واری نظام مرتب کر دیا گیا ہے۔

حلقہ انتخاب بزم صوفیاء

جامعہ عثمانیہ بلدہ حیدرآباد اڈکمنٹ وغیرہ کی صراحت

صدر الخلفاء

۱۔ جناب صوفی شیخ محبوب عالم صاحب عثمانیہ یونیورسٹی
۲۔ جناب صوفی شیخ حسین صاحب قادری خلیفہ عثمانیہ یونیورسٹی
۳۔ جناب صوفی شیخ محمد شریف الحق صاحب خلیفہ بی بی کا چشمہ
۴۔ جناب مستان علی شاہ صاحب قادری خلیفہ ریاست نگر
۵۔ جناب صوفی شاہ محمد صاحب قادری خلیفہ اڈکمنٹ بلدہ
۶۔ جناب صوفی محمد اسمٰعیل صاحب خلیفہ دبیر پورہ بلدہ

(عریف جماعت) اوڑھنی والے

۱۔ جناب صوفی محمد خواجہ صاحب قادری اڈکمنٹ
۲۔ جناب صوفی امان اللہ خاں صاحب قادری عثمانیہ
۳۔ جناب صوفی دفعدار صاحب ریاست نگر۔
محبوب عالم قادری صدر الخلفاء

خلفاء ادھونی

۱۔ صوفی شیخ محمد شہاب الدین صاحب خلیفہ قادری راج پلی میدک
۲۔ جناب صوفی محمد عبد الحکیم صاحب مہدی پٹنم
۳۔ جناب صوفی عبد الغنی صاحب مہدی پٹنم
۴۔ جناب صوفی محمد افسر صاحب خلیفہ قادری امیر پیٹ رحمت نگر
۵۔ جناب صوفی شیخ احمد صاحب قادری خلیفہ
۶۔ صوفی شمس الدین صاحب خلیفہ کاچیگوڑہ۔

(عریف جماعت) اوڑھنی والے

۱۔ جناب صوفی غلام محی الدین صاحب کاچیگوڑہ
۲۔ جناب صوفی مرزا بشیر بیگ صاحب کاچیگوڑہ
۳۔ جناب صوفی شمشیر خان صاحب قادری مہدی پٹنم
۴۔ جناب صوفی عبد الرحیم صاحب قادری مہدی پٹنم حیدرآباد
۵۔ جناب صوفی شیخ اسمٰعیل صاحب قادری مہدی پٹنم حیدرآباد
۶۔ جناب صوفی محمد عبد الغنی صاحب قادری الوال سکندرآباد
۷۔ جناب صوفی عبد الوحید صاحب الوال سکندرآباد
☆۔ سید شرف الدین قادری صاحب عثمانیہ یونیورسٹی۔
☆ حضرت الحاج شاکر علی شاہ صاحب خلیفہ دبیر پورہ (منحرف باغی جماعت)

خلفائے مجلس جمعیت الصوفیاء نظام آباد

۱۔ جناب صوفی شاہ محمد عبدالرحمن صاحب قادری خلیفہ شاہ پور دیگلور
۲۔ جناب صوفی سید شاہ شمس الدین صاحب قادری خلیفہ دیگلور
۳۔ جناب صوفی مرزا عثمان بیگ صاحب قادری خلیفہ بودھن
۴۔ جناب صوفی الحاج محمد جعفر صاحب قادری خلیفہ بودھن
۵۔ جناب صوفی شیخ حاجی صاحب قادری خلیفہ بودھن
۶۔ جناب صوفی الحاج شیخ محبوب صاحب قادری واعظ و خطیب جماعت بودھن
۷۔ جناب صوفی شہاب الدین صاحب قادری خطیب مسجد نادعلی بودھن
۸۔ جناب صوفی خلیل اشرف صاحب خطیب جماعت۔ بودھن
۹۔ جناب الحاج حافظ و قاری رفیق احمد صاحب خلیفہ صابریہ خطیب مسجد شکر نگر
۱۰۔ جناب صوفی عبدالستار صاحب قادری
۱۱۔ جناب صوفی مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب سر رشتہ دار عدالت المتخلص زیب
۱۲۔ جناب صوفی قاری خلیل الرحمن صاحب قادری ہاشمی
۱۳۔ جناب صوفی شاہ درویش حافظ علی صاحب موظف سر رشتہ دار عدالت
۱۴۔ جناب صوفی حسن محمد صاحب قادری سالار جماعت
۱۵۔ جناب صوفی محمد اسد اللہ صاحب قادری خلیفہ موظف سپر نٹنڈنٹ سمکیات
۱۶۔ جناب محمد عبدالقیوم صاحب قادری خلیفہ
۱۷۔ ڈاکٹر قاری سید اکرام علی
۱۸۔ جناب منومیاں قادری
۱۹۔ جناب عبدالقادر صاحب

*

ما عرفناک

ناظرین کرام ہمارے جماعتی مقصد کا خلاصہ عرفانِ الٰہی ہے ۔ یہی دعوت انبیاء، اصفیاء، اولیاء کا نعرہ نوری ہے ۔ اس منزل میں ہر مرحلہ اور موقف پر عارفان باخدا کی مقدس قطاریں صف انبیاء آراستہ و مرسلین ایستادہ سر بکف نظر آتی ہیں ۔ مردانِ خدا کی صبغۃ اللّٰہی زندگی سرفروشانِ مملکت عشق سر برہنہ میدان جہادِ زندگانی میں سرگرداں نظر آتے ہیں ۔ اس میدان رضا میں بصد عجز و انکسار ہی اپنی نادانی (اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوماً جَھُولًا) (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۷۲) فکر نادرسا کا اعتراف نعرہ ما عرفناك حق معرفتك ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں بعنوان معرفت الٰہی کروڑوں نے اپنی بساط علمیہ کے انداز میں جواہر ریزے صفحات تہذیب وثقافت پر بکھیر دیئے ہیں ۔

عرفا صلحاء، صوفیاء، شعراء، حکماء، علماء، ادباء نے اپنی عرق ریزیوں کا نتیجہ تاریخ تہذیب انسانی پر مرتسم کر دیا ہے ۔ قیامت تک آنے والی نسل اپنی نقوش معارف پر گامزن رہ کر منزل مقصود کی تلاش میں رہے گی ۔

کس نداست کہ منزل گہ مقصود کجا است
ایں قدر ہست کہ بانگے جرسے می آید

قافلہ حیاتِ کارواں زندگی بڑی تیزی سے سرگرم عمل اپنے نقوش و قدوم صراطِ محبت شارع عرفان پر چھوڑتا ہوا رواں دواں ہے ۔ ایک ”دعوت“ معرفت کی گرجتی ہوئی آواز فضاؤں میں لرزتی ہوئی سنائی دیتی ہے اور تمام قافلہ حیات تلاش میں منہمک نظر آتے ہیں ۔ ایسے میں لرزہ خیز شعور بیدار ہوتا ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ خدا شناسی (معرفت الٰہی) منحصر وموقوف ہے خودشناسی آگہی پر بڑی کٹھن منزل ہے سخت ترین دشوار گذار گذرگاہ ہے ۔ زہر گذار مرحلہ وجود ہے ۔ سید الاولین والآخرین محمدؐ النبی فدا روحی ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات وجود ذات باری کے لئے درس معرفت کا روح پرور ایمان افروز پیام خودشناسی آہستہ سے گوش ہوش میں پھونک دیا ۔

(لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) سن نیم واللہ یاراں من نیم

جب عرفان نفس کے لئے کھڑا ہوا تو یہ بات سامنے آئی کہ یہ ساری محجوب ہستی جو میرا ایک مزعومہ ہے۔فریب خوردہ ہے لَا مَعۡبُوۡدَ اِلَّا اللّٰہ کائناتِ عالم میں کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کی بندگی کی بات لائق پرستش نہیں ہے۔مگر وہ قدرت واحد سے مدارکل سے وہ عرفان الٰہی کا سمندر سمیٹ کرآ گہی اور ساغر الا اللہ میں سمو دیا گیا ہے۔اس نظام حکومت کو منزل ناسوت میں سمندر کو کوزہ میں رکھ دیا گیا۔اسی کلمہ کو معیارِ علمِ عرفان اور عرفان نفس کا اجمالی درس دیا گیا۔طالبانِ حق کے لئے قابل یادداشت قابل حفظ قابل ذکر بنادیا گیا۔شب کی تاریکی میں نفی اثبات ولولہ انگیز ذکر جہر اور خاموشی میں پاس انفاس حفظ دم کی مداومت اور ریاضت بدنی سے نفس کو خوگر بنادیا گیا۔کثرت ذکر سے توحیدی احساسات و بصائر ومشاہدات، مراقبات کا ایک ضابطہ بنا کر لائحہ عمل پیش کردیا گیا۔اب اس عظیم مقصد کے لئے وقت فارغ کرنے کی عادت ڈالو،رسمی اعتبارات کو چھوڑ کر حقائق کی طرف قدم بڑھاؤ۔اکابر اولیاء اُمت نے اپنی عمر کا کامل حصہ اِسی میدان میں صرف کیا ہے۔برسوں کی محنت اور ریاضت کے بعد مقام عرفان میں پہونچ کر ارشاد فرمایا:

''معلومہ شد کہ ہیچ معلومہ نشد''

چودھویں ۱۴ صدی کے گوشہائے خیال وزاویہ فکرونظر بڑے سستے ولایت کے پیمانے اور تصرفات کے مرید کیلئے سستی شہرت و نام آوری درکار ہے۔ایسے ماحول میں جہاں ایک مکمل نصاب قدامت سے مروی ہے بحکم (میں کون ہوں) وَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الۡاَعۡظَمَ

ایک اُمت کے سواد اعظم یعنی اجتماع اُمت کے بمقابل مَنۡ اَنَا (میں کون ہوں) میدان نقوش سے ہٹ کر قدم اُٹھا سکوں اور زبان قلم سے موشگافیاں کرسکوں۔ہم سب کے لئے پیرانِ طریقت مستند ومحبوب زندگی مشعل ہدایت وموجب نجات اُخروی ہے۔آؤ جلد

از جلد میخانہ محمدی سے شراب عشق نبی کا جھلکتا ہوا ساغرِ حیات نوش کر کے معرفت کی مستی پیدا کریں اور ظاہر ہے کہ مستی بے پئے نہیں آتی اس لئے مستی کی حالت میں عقل و خرد ہوش کے خالی پیمانے کار آمد نہیں ہو سکتے۔ کام دراصل دیوانگی میں ہو سکتا ہے معرفت دراصل دیوانگی کا دوسرا نام ہے کون اس کو بھلا پہچان سکے کون اس کی حقیقت جان سکے۔

*

میں ادا کروں تعریف خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

عجز الواصفون عن صفتك

(مولیٰ تیرے صفات جلیلہ کی توصیف میں زبان عاجز ہے)

امام العارفین

مصائب پر صبر کرنا بہادری ہے اور مسرور رہونا عرفان ہے۔ معرفت کا مدعی سب سے بڑا کاذب ہے۔

ہم عمل کے میدان میں سست قدم اور گفتگو منطق میں تیز رفتار ہرن کی طرح میدان میں دوڑتے نظر آتے ہیں۔

ہزاروں ابواب معرفت عربی، فارسی، اُردو زبان میں سلف صالحین ملّت صوفیاء نے اپنے حال وقال کو پیش فرمایا ہے جو بالکل قرآن کریم وسنت نبوی ﷺ، وسنت صحابہؓ کے بے شمار ذخائر اور دفاتر وکتب کو پیش فرمایا ہے۔

چنانچہ خواجگان ہند کے ابواب معرفت اَن گنت تصانیف کی صورت میں پیش ہے۔

گر نہ بیند بروز شب براہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اگر ایک چمگادڑ (پرندہ) کی آنکھ اپنی ضعف بصارت سے آفتاب کی روشنی نہ دیکھ سکے، آفتابِ حقیقت کا اس میں کیا قصور ہے۔ واقعی دھوپ اور روشنی آشوب چشم والا غریب معذور دیکھ ہی نہیں سکتا ہے۔ نور دیکھنے کے لئے پہلے آنکھوں میں نور رہونا شرط ہے۔

آنکھ والا تری قدرت کا تماشہ دیکھے — دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن حکیم نے معرفت کا درس پیش کیا ہے۔ عارف کامل ذاتِ گرامی حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ہے اس لئے عرفان نبی مقدم ہے معرفت کے باب میں جو شواہد ہیں وہ محض

فضل الٰہی ۔ یہ منصب جلیل ملا جس کو مل گیا۔ ہر بولہوس کے واسطے دار و رسن نہیں ؎

ایوان مرا اویس بلند است — کاں جا بہوس رسیدن نتواں
ایں شربت عاشقی است خسروؔ — جز خون جگر چشیدن نتواں

چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے تصانیف روحانی، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے صحائف، سلوک فارسی، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت علاء الدین صابر کے لباس معرفت کہ جامہ ہائے درویشی حضرت بابا فریدؒ کے ادب کا حصہ معرفت حضرت نظام الدین محبوب الٰہی، سرکار سلطان الہند غریب نواز وحضرت بندہ نوازؒ کے تصانیف سے کتب خانہ بھرے پڑے آج کے مدعیان علم وسنت کے جہاں پر چلتے ہیں وہ مقام عرفان وقران ہے جہاں فہم قرآن کھلتا ہے بصیرت نصیب ہوتی ہے ۔ یہ تمام اولیاء اللہ کے مراکز عرفان الٰہی ہیں ۔

سلاسل طریقت کے شیوخ نے عمر بھر یہی کام کیا ہے جس سے تجدید ایمان وتحفظ و انوار ایمان سے بقدر طلب نوازے جاتے ہیں ۔ عارفانِ باخدا کی بڑی فہرست تاریخ ولایت پیش کرتی ہے ۔ ناقابل تردید وثیقہ ولایت ہے ۔ یہ سارے مسائل پر سیر حاصل بحثیں ہو کر متفقہ اُمور پر سند دیدی گئی ہے ۔ ہر ایک صف مردانِ خدا نے اپنی ایک تاریخ انفرادی پیش کی ہے ۔ ان تمام افراد کا مجموعہ تاریخ اولیاء ہند چیلنج کر رہی ہے آؤ اِس ہمارے کردار میں اپنی صورت دیکھ لو اور ایمانی خدوخال درست کرلو ۔

سالکؒ...... ع

ہم غلامانِ محمد جو کبھی ہوجاتے — پھر غلامی کے لئے سارا زمانہ ہوتا

*

زمین کے ستارے

آسمان معرفت کے چاند ستارے انبیاء کرام کی ذات گرامی ہے اور شمس النبوت خورشید رسالت حضور شفیع المذنبین رحمت عالم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ فاتح عالم مقدس گروہ صحابہؓ مخزن اسرار الربوبیت اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں ظلمت کدہ عالم میں جلال ربانی سے توحیدی جلوے آفتاب رسالت کی شعاعوں سے قلوب صحابہؓ، اصفیاء، واولیاء، اسخیاء، ابدال، اوتاد واخیار وابرار نے ضیاء قلب دل کی روشنی حاصل کی اور اقطاع عالم میں دعوتِ رجوع الی اللہ اس سنگلاخ وادیوں میں سرزمین ہند کے چپّہ چپّہ پر محبت الٰہی کا پرچم لہرایا۔ خواجگان ہند کی سنتوں اور تبلیغ دین حق کی مبارک ومسعود مساعی جمیلہ کو ہر گوشہ گوشہ قلب تک اولیاء اُمت کی مجاہدانہ زندگی نے علمِ حیات بلند کردیا۔ آج بھی اس دور فتنہ ارتداد میں خاموش آوازیں دعوت دین کی ماحول اور سماج کے کانوں تک پہنچ رہا ہے اور ان اولیاء کو کام کرنے کے لئے اہلیت عطا ہو رہی ہے اور ناکارہ افراد کو کامیاب انسان بنایا جارہا ہے۔

یہی ایک تصرف اور اعجاز مسیحائی ہے

حضرت مرشدنا قاری عصر فرد الافراد زمانہ خطاط یگانہ سید بہلول شاہ صاحب قبلہؒ لمحات حیات درویشی ہدیہ ناظرین وزمرہ عقیدت کی شان کے لئے مشعل راہ خضر منزل کی صورت میں پیش ہیں۔

راقم الحروف نے (۵۰) صفحات پر مشتمل کتاب حیات بہلول استفادہ (۵۰۰) پانچ سو تعداد میں طبع کروا کر کتب خانہ سرکاری نظام آباد میں داخل کردیا۔ اور آج بھی معتقدین کے پاس حرز جان بنا ہوا ہے۔ مزید تمام صراحتوں کے ساتھ مخلص احباب کے معلومات کے لئے

زیرنظر کتاب ''گلزار بہلولؒ'' خلفاء مریدین کے اصرار پر مرتب و پیش ہے۔حضرت الحاج شاہ حیات عالم صاحب نیازیؒ کا ایک شعر یاد آیا ہے:

مٹ کے بھی راہِ محبت میں زمانے کو حیاتؔ
درس دے گئی مری تاریخ وفا میرے بعد

کلمہ طیبہ

یہ وہی کلمہ پاک ہے جس کے پڑھنے کے بعد آدمی پاکیزہ ترین زندگی کے حدود میں داخل ہوجاتا ہے۔اس داخلہ کے بعد ایک انفس وآفاق کے مسائل اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ پاکی کا مفہوم کیا ہے۔اسلام کے نورانی پر کیف لیل ونہار یار بود مشہور کا وسیع ترین عملی زندگی کا بلند ترین عظمت والا مقام مینار عظمت ربانی بن کر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

دنیا کی جھوٹی عظمتوں کے قلعے اور بلند محلات اور دلفریب مناظر کی جاذب نظر کشش ٹکراتی ہے تو یہ کلمہ والا ایک زوردار ضرب لا الہ الا اللہ لگاتا ہے تو وہ حسین بت پاش پاش ہوجاتا ہے۔کہاں تیرا مقام اے جھوٹے مدعی۔تو کہاں سمندر کی سطح پر تیرنے والے بلبلے کہاں فانی عظمتوں کا مزار اور ابد قرار جاہ وجلال ربانی کس کے مقابل بات کر رہا ہے اور اپنی آنا مالیخولیا،سودا سر میں سمایا ہے اس کلمہ طیبہ کا صرف ایک ضرب لا الہ نفی شدومد وتحت وفوق دائرہ وحدت الوجود قائم کر دیتا ہے۔الا اللہ کی اثباتی منزل سامنے آجاتی ہے۔شعر

ہر رخ و ذات وصفات شد و مد وتحت وفوق
عاشقان رامی نما مد کل نفس ذوق شوق

*

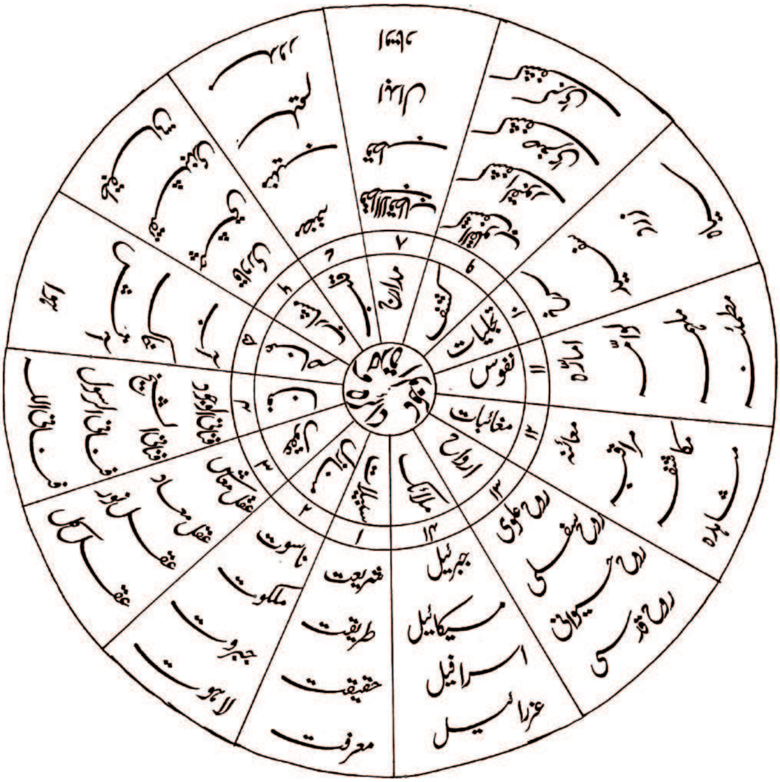

التوحید اسقاط الاضافات

اسی دائرہ الوجود میں ۔غیر حق کا وجود بین العدمین ہو کر فنا اور بقاء کا نقشہ بنا دیتا ہے ۔اپنی زبان حال سے اقرار کرتا ہے ۔

لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَعْبُودَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَشْھُودَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَقْصُودَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَطْلُوبَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَدَار اِلَّا اللّٰہُ

لا الٰہ الا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہُ

ناسوت ملکوت جبروت لاھوت ھاھوت سیاھوت

اہم دو جز یاد رکھئے: لَا اِلَّا

نہیں ہے

(حیاتؒ) نیں سو بندہ ہے سو اللہ

نفی اثبات

بسلسلۂ اذکار وحقائق

لا الٰہ الا اللّٰہُ محمدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

کو اصطلاح میں شش جہات کہتے ہیں۔

اوّل لَا: یعنی نفس سے تعلق رکھتا ہے۔ دوم۔ الٰہ یعنی دِل سے قرار ہے۔

سوم: الا اللہ مقام رُوح ہے۔ چہارم: محمد (یعنی سّر ہے (اسرار بھید)

پنجم: رسول یعنی نور۔ ششم ذات سے متعلق ہے۔

اسی مقام کو خواجۂ دکن حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ نے ارشادات میں تصدیق فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

یعنی (۶) دن کے درمیان تخلیقی نظام ہوا یہی شش کلمات راز کائنات ہے۔

معتقدین سے یہ شعر مروی ہے ؎

در کلمہ کفر است دو شرک است چہار   از طفیل مرشد کامل بر آر

کفرِاوّل:

لا الہ زبان سے کہا اور الا اللہ نہ کہا تو کفر ثابت ہوگی۔

شعر:

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نظر جو مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

(اقبالؒ)

اس لئے پیرانِ طریقت نے ارشادات میں تاکید فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ ایک ہی سانس میں بلا وقفہ کلمہ ادا کرے۔ اسی لئے احتیاط فرمایا ہے کہ اگر لا الہ پر سانس پرواز کرجائے کفر کی موت ہوگی فوراً شدت کے ساتھ الا اللہ کہہ دے تاخیر نہ کرے۔

کفرِدوم:

لا الہ الا اللہ کہہ دیا اور محمد رسول اللہ نہ کہا تو کافر ہوگیا۔ توحید کی چکر، اِدعا معرفت پر غور اور اصرار کرے تو اقرار کا منکر ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ عظمت رسالت کا انکار کفر ہے۔ یہی مسلک اہل سنت الجماعت ہے ازراہ کرم ذہنی انتشار سے محفوظ رہنے کی سعی فرمائے اور اسم یا ھادی سے نسبت محفوظ کرلیجئے۔ شرک کے نازک مسائل میں اُلجھ کر عقائد کو خرابی سے بچایئے۔ یہ شعر پیش نظر رہے ؎

صوفیا کا یاد رکھ قاعدہ کلیہ
خلق نہوجائے حق ۔ عبد نہ ہوجائے رب

بندہ بہر حال بندہ ہے۔ روحانی ترقی کرکے مسائل تصوف میں بلند مقام حاصل ہی کرے تو وہی عبد ضعیف ہے۔

اس لئے کہ اس کے سارے حواس صفات عالیہ اللہ تعالیٰ کی حول وقوت کے زیر اثر

ہیں۔ برسبیل تذکرہ ایک لطیف اشارہ یاد رکھئے۔شہنشاہ ظفرؔ ایک مشاعرہ کی صدارت فرمارہے تھے۔امام الغزل حضرت غالبؔ نے اپنی غزل پیش فرمایا۔شعر:

یہ مسائل تصوّف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اپنے قلندرانہ مزاج کا مکمل شعر ہے۔لیکن قدرے سکوت کے بعد ظفرؔ نے فرمایا۔ غالبؔ صاحب یہ صرف آپ کا انداز فکر ہے۔ورنہ حقیقت تو بالکل اِس کے برعکس ہے۔

چچا غالبؔ نے شاعرانہ انداز میں سمجھایا کہ میرے معلومات کے انبار اور ڈھیروں تصّوف کی باریکیاں، دوربینی اور اس کے بیان کرنے کا ملکہ مقام ولایت یا مسند ولایت کے لئے کافی ہے اور لوگوں کو اس سے بڑھ کر اور کیا ہونا چاہئے۔یقینی سارے انداز منازل تصوف و مرحلہ اور ابواب معرفت کے بے شمار ذخائر سلوک کے قانون اور ضابطے جو میرے ہی اندازِ معلوماتی طور پر موجود ہیں یہی ولایت کی منزل ہے۔اگر میں میکشی اور بادہ خواری کی وجہ اُبھر نہ سکا اور مقام سلوک میں فضائل حاصل نہ کرسکا۔صدر مشاعرہ شہنشاہؒ نے زیرلب مسکرا کر فرمایا جناب غالبؔ یہ صرف آپ کا ذہنی فارمولہ ولایت ہے۔آپ نے بجائے خود یہ فیصلہ دیا ہے کہ میں صرف بادہ خواری شراب نوشی کی وجہ سے نظروں میں جچا نہیں ہوں۔ورنہ مسائل تصّوف اور اس کے کلیات وضوابط و انداز کلام و بیان کے اعتبار سے ”ولی“ سمجھنے میں کوئی تامل نہیں تھا۔یہی ایک مزعومہ اور موہومہ فکر ہے۔(غالب صاحب) سچ پوچھو تو اگر آپ میں شراب نوشی نہ بھی ہوتی اور سارے علمی منطقی مسائل تصوف کلمہ کے کُل پرزے کھول بندھن سے آگہی ہوتی تو بھی ہم آپ کو ولی کا منصب اور مقام دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اس لئے کہ ولایت بعد نبّوت موہوبہ منصب ہے۔”یُؤْتِیہِ مَنۡ یَشَآءُ“ اکتسابی مسائل اور منازل کا اِس منزل قرب ربانی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔خلاصہ یہ ہوا کہ آدمی اپنی فکر اور غور کے نتائج کو انفرادی طور پر اختصاص تصور کرتا ہے اور اپنے چند نکات کلمہ خوانی کو معراج صوفیہ کا نام دینے لگا ہے۔یہ بھی

ایک (جہل) ہے۔اسی جہالت کی لعنت میں گرفتار ماحول اپنے سارے مشاہدات کا انتظار کررہا ہے اورحقائق سے چشم پوشی معصیتی انداز میں مبتلا ہوگئی۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی فضائل،علمی زہد،تقویٰ،مذہبی ماحول اور تربیتی قدیم انداز آداب واخلاق کا گہوارہ (من المھد الی اللّحد) سراپا صفات ملکوتی کا مدرسۂ خصوصی آغوش مادر تھا۔ ذٰلِكَ فضل اللہ۔ یہ ساری حیات کے لمحات اور تقدس کے دیرینہ نقوش بازار سے خریدے ہوئے نہیں تھے۔ماحول کا عطیہ نہیں تھا۔جو انداز فکر وخیال پر غالب تھا بمصداق وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ اللہ پاک کے نعمتوں اوراس کے انعام کو ظاہر کرو،اعلان کرو،بیان کرو۔

صدیوں سے نسبت غلامی اہل بیت النبی ﷺ کا طوق وراثتی طور پر گلوگیر رہا ہے جو دنیا کی جھوٹی عظمتوں کے لئے چیلنج ہے۔اس درویشانہ زندگی کے غیر فانی نقوش آج بھی تاریخ ولایت کے درخشاں ستارے ہیں۔

آج دورحاضر کی علمی ترقی اور بے عملی اورگستاخ ذہن وفکر سامنے نصف صدی کے ایمانیات،روحانیت کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رہی اور ہر بات بات پر آدمی بڑی دیدہ دلیری سے کہتا ہے ہماری تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ یاد رکھو ہماری اس عمر (۷۰) میں ہم نے جو حقائق پیش کرنے کی توفیق باری تعالیٰ سے چاہا اور پیش کیا ہے وہ بڑی زندگی کی تلخیوں کا نتیجہ ہے۔ اب آج بھی اس میدان میں آنکھیں کھول کر آواز دینے والے ہیں کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔واقعی آپ کے سمجھنے کی منزل بہت دور بہت دور ہے۔

*

دعوت

ماخوذ: ۲۰/رجب ۱۳۹۴ء

حجاز کی ایک جماعت قلیل جس کو نہ ساز وسامان دنیوی حاصل تھا اور نہ جن کے قبضہ میں دنیاوی ریاست وعظمت تھی نہ ان کے پاس آلات جنگ تھے اور نہ کوئی مسلح افواج راہ حق میں نکل پڑی نکل کھڑی ہوئی۔

یہ وہ چند فقراء اور صالحین کی جماعت تھی جنھوں نے دعوت الٰہی کا ساتھ دیا۔ جَاهَدُوا فِينَا (عنکبوت، آیت ۶۹) اللہ کی پکار کو سن کر اس کی راہ میں نکلے۔ ان پاک باز بندوں نے آسمان والوں کے لئے زمین والوں سے اپنا رشتہ منقطع کر دیا۔ ان کے پاس نہ پر ہیبت جسم تھے اور نہ خونخوار اسلحہ مگر ان کے سینے میں صداقت شعار دل تھا، ان کی آنکھوں میں سچائی کے آنسو۔ انھوں نے تعلیم الٰہی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ انھوں نے ہر اس لفظ کو جو خدا کے محبوب پیغمبر کے منہ سے نکلا اپنے اعمال واقوال میں محفوظ کرلیا، ان کی زبانیں خاموش تھیں۔ مگر ان کے افعال گویا تھے انھوں نے اُسوۂ حسنہ کو اپنا نصب العین بنایا۔ جو گو انسان تھا مگر اپنے افعال کے اندر ایک خدا نما جلوۂ الٰہی رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف کتابی تعلیم بلکہ ایک نمونہ لے کر دنیا میں رہا اور آسمانوں کی بادشاہت کا وہ مقدس تخم جس کی تیاری شام کے مرغزاروں میں ہوئی تھی، حجاز کے ریگستانوں میں نشو ونما پانے لگا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ایک سرسبز تناور درخت نے اپنی ڈالیوں سے کرۂ ارض کو چھپا دیا۔ پرندوں نے اس شاخوں میں اپنا نشیمن بنایا اور زمین کی تباہ حال مخلوق نے اس کے سائے میں پناہ لی۔

یاد رکھو! خدا جو زمین آسمان زماں مکاں سے منزہ ہے جب زمین پر آتا ہے تو اپنے بسنے کے لئے گھر چاہتا ہے۔ زمین کی شاندار آبادی پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں، سمندر کی ناپید کنار موجیں، صحراؤں کے وسیع ترین میدان یہ سب اس کے لئے بیکار ہیں۔ اس کے

بسنے کے لئے چاندی اور سونے کے محل صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں، حَسین الماس کے ٹکڑے جڑے ہوں وہ دلوں کا طالب ہے جن میں اس کے درد محبت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں۔

اس کے لئے فقیروں اور خاک نشینوں کی ایک (جماعت) چاہئے جن کے دل ٹوٹے ہوئے، جن کے جگر جلے ہوئے، جن کی آنکھیں خوں بار ہو (خون کے آنسو بہا رہی ہوں) یہی ٹوٹے ہوئے کھنڈران کے ایوان (محل) اور یہی اُجڑی ہوئی بستیاں ہیں جن کو اُنھوں نے اپنی آبادی کے لئے چُن لیا ہے، منتخب کرلیا ہے۔پس اس قدوس و قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہوسکتا ہے تو وہ صرف انسان کا دِل آشیانہ محبت ہے جنھوں نے اس گھر کو اس کے بسنے کے لئے پہلے ہی سے سنوار رکھا ہے اور اس کی آرائش تزئین سے کبھی غافل نہیں ہوئے پس اگر تم اس کے طالب ہو تو (وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃ) ایک ایسی جماعت پیدا کرو کہ وہ اس کے جمال و قدوسیت کا آئینہ اور آشیانہ بنے، ایسا آشیانہ جو دلوں کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے جو روح کو گرمادے مگر یہ انقلاب پیدا کرنا آسان نہیں۔

مادی انقلاب ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات خوں ریز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہے ہیں لیکن غور کرو ان میں کا ہر چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا انقلاب کسی گراں قدر و قیمت رکھتا ہے۔قرنوں کے قرنیں فکر و تدبیر میں گذر جاتی ہیں، خزانوں کے خزانے لٹا دیئے جاتے ہیں، پھر فوجوں کے سمندر طوفان میں آتے ہیں۔قیمتی سے قیمتی اسلحہ کروڑوں تعداد میں تقسیم کئے جاتے ہیں، بے شمار انسانوں کی جانی قربانیاں دی جاتی ہیں۔خون کی ندیاں بہتی ہیں، عورتیں بیوہ، بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔جب کہیں جا کر ایک چھوٹا سا انقلاب تکمیل کو پہنچتا ہے۔ جب انسانی دنیا کے مادی انقلاب کا یہ حال ہے تو پھر اس روحانی اور قلبی انقلاب کو سوچو جو سطح زمین اور انسانی جسموں کو نہیں بلکہ روحوں اور دِلوں کی اقلیتوں کو پلٹ دینا چاہتا ہے اور کروڑوں انسانوں کے اعمال وفضائل اِن انقلاب کے لئے کیا محض انسانی قوت اور تدبیر و

محض اخلاق و مذہب کے چند رسمی اُصولوں کو پکار دینا ہی کافی ہوسکتا ہے۔

تم ایک مرتبہ خود اپنے نفس کو آزما دیکھو!!! جس پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے کہ ایک چھوٹی سی تبدیلی بھی اپنے نفس اور اعمال کے اندر تم بہ آسانی پیدا کر سکتے ہو۔ پھر جب تم ایک نفس کی تبدیلی پر جو خود ہمارے اندر ہے قادر نہیں تو کروڑوں دلوں کو کیوں کر بدل سکتے ہو۔ اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پارہ پارہ کرسکتا ہے مگر دلوں کو مشکل ہی سے بدل سکتا ہے۔ البتہ اگر تم اپنے اندر قوت الٰہی (اخلاق الٰہیہ) پیدا کرلو اور اپنی جماعت کے اندر اس کارفرما حقیقی (جل مجدہٗ) کا گھر بنالو تمہاری صداؤں (نعروں) کی جگہ تمہارے اندر سے اس کی آواز نکلنے لگے گی، آنکھوں کے حلقوں سے تمہاری نگاہوں کی جگہ اس کی نگاہیں کام کرے گی۔ تمہارے اعمال افعال یکسر اس کی صفات و افعال ہوں گے۔ یعنی از فرق یا بقدم (از سرتاپا) اپنے تمام افعال و خصائل میں ایک پیکرِ اخلاق الٰہی بن جاؤ تو پھر کام خود ہی تمہارے کام نہ ہوں گے۔ جن کے لئے حسرت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے بلکہ یکسر اس قادر و مقتدر کے کاروبار ہو جائیں گے۔ جب وہ سب کا مالک ہے تو وہ (تم میں ہوگا) (نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ) تو تم کو اس کے ملک کی ہر شئے پر قدرت حاصل ہو جائے گی کیوں کہ تمہاری قدرت درحقیقت اس کی قدرت ہو جائے گی۔ تمہاری صدائے دعوت ایک سیلاب و انقلاب ہوگی جس کو دنیا کی کوئی قوت و طاقت نہیں روک سکے گی۔ تمہاری زبان سے جو کچھ نکل سکے گا وہ دلوں اور روحوں پر نقش ہو جائے گا۔ پھر نہ زمین کا پانی اس کو دھو سکے گا اور نہ آسمان کی بارش اس کو محو کر سکے گی۔ تمہاری کامیابی، کامرانی کے پھول اور پھل دونوں اپنے ساتھ لائے گی۔ تمہاری آنکھوں سے شعلۂ الٰہی کے جب شعلے نکلتے ہوں گے تو دنیا میں کس کی آنکھ ہوگی جو تم سے دو چار ہو سکے گی۔ تمہاری زبان سے جب تک ذکر الٰہی کی صدا بلند ہوگی تو خدا کی زبان سن کر کون مخلوق ہے جو لبیک نہ کہے گی تم جس طرف سر اُٹھاؤ گے دلوں کو سربسجود اور روحوں کو معترف عجز و نیاز پاؤ گے اور خدا کا (قادر و مقتدر ہاتھ) تم میں ظاہر ہو کر ملکوں اور

قوموں کو منقلب کر دے گا تم نے اس پر غور کیا ہے یہ کیا بوالعجبی ہے کہ تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کی تاثیر ہم میں مفقود ہو چکی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے کہ پاک سے پاک ارادے ہمارے ذہنوں میں مقید ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات ہماری فکروں میں محبوس ہیں، پاک سے پاک تعلیمات صرف ہماری زبانوں پر ہیں مگر نہ تو ارادوں میں قبولیت ہے۔ نہ خیالات میں فعالیت اور نہ تعلیمات میں اثر، کبھی جس زمانے میں دنیا کے وسیع ٹکڑوں کو صرف زبان کی جنبش سے مضطر و سیماب وار کر دیا تھا۔

آج اسی دنیا میں بڑی بڑی جماعتوں کی صدائیں ایک نفس واحد کی غفلت میں حرکت پیدا نہیں کر سکتیں۔ یہی اسلام کی صدائے دعوت تھی جس کے ذریعہ ایک ایک داعی نے ایک ایک اقلیم کو مسخر کر لیا تھا مگر یہی دعوت خود اپنے ہی دلوں میں خلش اور گرمی نہیں پیدا کر لی۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کا سر ہمیشہ (صدائے عمل کے آگے جھکا ہے) نہ کہ صدائے قول کے سامنے!! جب تک مصلح اپنے اندر اپنی اصلاح کا نمونہ نہیں رکھے گا۔ اس کی تعلیم دلوں کی مقبولیت اور روحوں کی اطاعت سے محروم رہے گی۔ آپ کی بھی کوشش اور برسوں کی جدوجہد کے بعد فہم و ادراک کی روشنی سامنے آئے گی۔ تب منزل کا پتہ مل جائے گا مگر مسلسل سعی و کوشش درکار ہے۔ اب آپ کی منزل طالب علم کی طرح پڑھتے اور یاد کرنے کی ہے۔ مطالعہ اور حفظ اور استقامت سے امتحانی تیاری ہو سکتی ہے۔ (منقول رہنمائے دکن) ۲۰/رجب ۱۳۹۴ھ

یاد ایام کہ بے رنگ تھی تصویرِ جہاں
دشت مشاطہ نہ تھا محرم زلف دوراں

(حالیؔ)

حضرت مولانا روم بادشاہ کے درباری شاعر اور (راج کوی) علامہ عصر تھے۔

مولانا رومی کی ہدایت کا وقت اور فضلِ مولیٰ کی ساعت قریب آ گئی تو حضرت شمس تبریزیؒ کو مولاناؒ (رومی) کی ہدایت کے لئے دربار علامہ کی جانب روانہ کر دیا۔ آپ توفیق

دستگیری کی درس قرآن مجید کے حلقہ میں پہنچ کر خاموش دیوانے کی طرح بیٹھے رہے۔کسی نے کوئی توجہ نہ کی۔آخر حضرت شمس مولانا رومی کے قریب ہو کر ایک بڑی ضخیم (موٹی) کتاب ہاتھ میں لے لیا۔لوگوں نے مولانا رومی سے پوچھا یہ کیا ہے؟

مولانا نے جواب دیا یہ تمہاری سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔حضرت شمسؒ فوراً بڑی تیزی سے حوض کی طرف دوڑے، اپنے ہاتھ سے کتاب کو حوض میں ڈال دیا۔مولانا کے حواشی اور شاگردوں نے شور مچایا۔مولانا خود دم بخود ہو گئے اور لوگ شور و غل زیادہ کرنے لگے۔ حضرت شمس نے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے ہاتھ پانی میں ڈال کر کتاب کو حوض سے نکالا اور خشک اور محفوظ ہے۔مولانا نے فرمایا یہ کیا ہے تو فرمایا کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔مولانا علم کو بھول گئے اور شمس تبریزی کے دیوانے ہو گئے۔مولانا کا زعم خود آگہی اس مجذوبؒ کے معارف پر قربان ہو گیا۔

نام آوری اور شہرت کی دنیا سے کنارہ کش ہو کر خلوت سرا میں گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور حضرت پیر و مرشد کی حاضری اور دیدار میں تادیب نفس و تزکیہ و تصفیہ قلب میں بلند مقام حاصل فرمایا اور ساری دنیائے درویشی اعجاز کے بلند مینار تک رسائی نصیب ہوئی جس کے نقش پر چلنا ساری دنیائے عالم عرفان فخر محسوس کرتا ہے اور علامہ اقبالؒ بھی مرید ہندی کہنے کو نجات سمجھتا ہے۔پردۂ حقائق میں جن کو دنیا عقیدت میں جہاں کروڑوں انسانوں کی رہنمائی ہوتی ہے اگر لاکھوں خود پرست مفاد پرست انکار کرنے والے ہوں گے تو اُمت کا سوادِ اعظم اسی روشنی کے لئے آج بھی بے چین ہے۔بحمد اللہ اس قحط الرجال میں بھی مردانِ خدا کی شمع ہدایت آج بھی روشن ہے ۔

نہ اگر گیتی سراسر یاد گیرد　　　چراغِ مُقبلاں ہرگز نمیرد

اسی مصباح العلوم عرفانی کی قندیلیں بڑے پیمانے پر آج بھی دعوت فکر و عمل دیتے ہوئے بر سر کار سر گرم آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔(انکار کفر)

شاہوں کے شاہ بادشاہوں کے بادشاہ

حضرت عارف باللہ سید بہلول شاہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کے سلاسل طریقت کی صراحت ملاحظہ فرمائیے۔ چند کوتاہ بیں، کوتاہ اندیش، جاہل، خود پسند، خود غرض افراد خانقاہوں کے کھنڈروں میں بیٹھے ہوئے خدائے ارضی کا دعویٰ کرنے والے، مسجدوں کے طہارت خانوں میں بیٹھے ہوئے مینڈک ٹرام ٹرام کرتے ہیں۔ حضرت بہلولؒ کا سلسلہ منقطع چونکہ شاہ بدیع الدین المدارؒ کے کوئی خلیفہ تھے اور نہ ان کا سلسلہ جاری ہے۔ انتہائی جھوٹ اور لاعلمی اور جہالت کی گفتگو ہے۔ خود اُن حضرات کو اپنے سلسلہ کی خبر نہیں یہ تو دور کی بات ہے خود اپنے دادا کا نام یاد نہیں، کیا اس سلسلہ میں گفتگو کے قابل ہیں۔ یہ سلسلہ کی تاریخ حضرت گنگوہیؒ سے تاریخ کی روشنی میں پوچھئے، یہ سلسلہ کی حقانیت اخبار الاخیار فارسی حضرت شاہ عبدالحقؒ سے پوچھئے، یہ سلسلہ تصانیف حضرت حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ سے پوچھئے، ضیاء القلوب فارسی پڑھئے، کتب سیرت الاولیاء کا مطالعہ کیجئے، اس جہالت و نادانی میں عمر گزارنے والے کہاں حقائق سے واقف کم از کم حضرت مستحسن فاروقی ایڈیٹر دہلوی کے مضامین پڑھئے، اخبار رہنمائے دکن کے شمارہ تاریخ .... میں بحوالہ تاریخ سلسلہ کی وسعت کو پیش فرمایا ہے۔ ہمارا کام بیوقوفوں کو سمجھانا نہیں ہے۔ جاہل اور تاریخ اولیاء اللہ سے ناواقف افراد کو کون سمجھائے ؎

گر نبیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اگر بدنصیب چمگاڈر اپنے ضعف بصارت سے آفتاب کی روشنی کا اندازہ نہ کرسکے، آفتاب عالمتاب کا کیا قصور، اس سے خصوصی افراد مراد ہیں۔ عوام بالغ نظر ارباب ہمت حضرات مراد نہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں اپنے نکمّے پن سے عمر تمام پیرانِ طریقت کو کوستے رہے اور آخری دور میں کسی پیر طریقت نے خلافت دستار بندی کردی۔ یہ طریقت کا نقیب اور اجنبی

رہبر علم رجال اور سلاسل طریقت کی تاریخ سے کیا واقف، اس کو میدان کھولے ہوئے ابھی تو صبح ہوئی ہے۔ جانے کیا گذرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک۔ اس سلسلہ کی تاریخ فارسی مطبع خلفاء بدیع الدین سے دیکھئے جس کو حضرت سید حسن رضوی نے کئی ابواب پر پیش فرمایا ہے۔

*

مشارب بہلولؒ

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کار مغاں
ہنوز بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں اے مخاطب ترا ایسا گماں محض جہالت ہے۔ تو ایسا برا گماں کیوں کرتا ہے۔ ساقی میخانہ کی سرگرمیاں ختم ہو چکی ہیں۔ (دیوانے تجھے معلوم نہیں) چمنستانِ حیات میں جب تک سرسبز و شاداب ہے یہ انگور کی بیل حیات کی گرمی کے لئے شراب دیتی رہے گی اور آج بھی اچھوتی شراب بادہ خواران اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے لئے پیش کرتی ہے اسی ساغر حیات کے بغیر زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(میخانہ خواجگان ہند آواز دے رہا ہے)

اُٹھو! وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(آؤ جلد آؤ) یہ غم کی ماری زندگی، پریشانیوں کی شکار زندگی کب تک بسر کرو گے۔ بے کیف لمحات حیات، بے سرور مشاغل زندگی، بجھی بجھی، دبی دبی زندگی جس میں کوئی زندگی نہیں ہے۔ وہ زندگی اطاعت الٰہی اطاعت رسولؐ، حلقہ اثر محبت و عشق الٰہی ہے، ذکر اللہ صلوٰۃ و صوم کے چھلکتے ہوئے ساغر نوش کرو، غم دور کرنے کی یہی اکسیر ہدایت ہے۔ سلسلہ حضرت بہلولؒ کے شجرہ خلفائی اور آبائی جدی پڑھئے، عقیدت سے پڑھئے، ہر شجرہ پڑھ کر فاتحہ دیجئے یہ ہمارے گلزار کی روحانیت اور فیضان نصیب ہوگا۔ یہ صرف ناول کا مطالعہ تو نہیں، رومانی قصّے نہیں ہیں مندرجہ ذیل صراحت کے ساتھ پیش ہے۔

آپ کی یادگاری تصنیفات

دیوان بہلولؒ ۔تاریخی نام فیض اتم ۔ملفوظ الکرام۔

نیرنگ بہلولؒ: تاریخی نام تجلیات ملکوت ۔ یہ ایک منظوم غیر مطبوعہ اُردو کتاب ہے جس میں قال اور حال پر بصیرت افروز وضاحت کی گئی ہے۔

دیوان محامد: تاریخی نام ارمغان مدح ۔اس میں عربی فارسی اور اُردو غزلیں ہیں ۔ یہ غیر مطبوعہ ہے۔

مقاصد بہلولؒ: تاریخی نام ملفوظ المصقول ۔ یہ سلوک طریقت یعنی تصوف کی کتاب ہے جو اُردو زبان میں ہے ۔اس میں فقہ اور تصوف کے مسائل کو سوال و جواب کے طرز پر واضح کیا گیا ہے ۔غیر مطبوعہ ہے۔

مرکبات بہلولؒ: تاریخی نام غریب الفوائد، یہ فارسی کتاب طب سے متعلق ہے ۔اس میں قدیم نسخہ جات ادویہ درج ہیں۔

وظائف بہلولؒ: تاریخی نام شواغل اجداد ۔ یہ ایک فارسی کتاب ہے جس میں اوراد، وظائف اور ادعیہ کی تفہیم ہے ۔جو آپ کے خاندانی اجازتی ہیں۔

*

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شجرۂ طیبہ جدّیہ امان اللّٰہیہ سرہٗ

۱	السلام اے رحمۃ للعالمیں	السلام اے بادشاہ مرسلیں	۲۵
۲	السلام اے شاہِ دلدل بوتراب	السلام اے مصدر کل شیخ وشاب	۲۴
۳	السلام اے تشنہ کامِ کربلا	السلام اے صابر بر کرب و بلا	۲۳
۴	السلام اے عابد زین العباد	السلام اے شاہِ ہستم مباد	۲۲
۵	السلام اے حضرت باقر امام	السلام اے داروئے دردِ انام	۲۱
۶	السلام اے جعفر صادق ہمام	السلام اے درد دِل راتو نظام	۲۰
۷	السلام اے موسیٰ کاظم وصی	السلام اے شاہِ من برمن رسی	19
۸	السلام اے یا رضا موسیٰ رضا	السلام اے رہبر راہِ بقاء	۱۸
۹	السلام اے شیخ معروف کرخی	السلام اے نور ماہ یک رخی	۱۷
۱۰	السلام اے شیخ سرّی سقطی	السلام اے مقصدِ مابس توئی	۱۶
۱۱	السلام اے شہہ جنید باصفا	السلام اے پیر ما حاجت روا	۱۵
۱۲	السلام اے شیخ شبلی بہرہ ور	السلام اے مقتدا نور نظر	۱۴
۱۳	السلام اے شیخ واحد بن عزیز	السلام اے کاشف راہِ تمیز	۱۳
۱۴	السلام اے ابوالفرح امین	السلام اے واقفِ گنج دفین	۱۲
۱۵	السلام اے بوالحسن قرشی علی	السلام اے ذاکرِ خفی و جلی	۱۱
۱۶	السلام اے بوسعید پاک ذات	السلام اے ماہر کنہہ صفات	۱۰
۱۷	السلام اے شاہ جیلانی امام	السلام اے مرشد ہر خاص و عام	۹

۱۸ السلام اے سید اسحاق پیر — السلام اے ہادئ روشن ضمیر ۸

۱۹ السلام اے شہ امان اللہ اماں — السلام اے فرا الافراد جہاں ۷

۲۰ السلام اے بدر عالم نور جاں — السلام اے رونق روحانیاں ۶

۲۱ السلام اے شہ کلیم اللہ قطب — السلام اے صاحب العرفان رطب ۵

۲۲ السلام اے بدر عالم ثانی — السلام اے رمز دان معانی ۴

۲۳ السلام اے مظہر الحق المدار — السلام اے جدّ امجد راز دار ۳

۲۴ السلام اے شاہ مدنی معدن — السلام اے ارتقاء جان وتن ۲

المدد شیخ العالم زود بس — کیست مارا غیر تو فریاد رس

بہر قادر چشتی وقطب المدار — نقشبند وسہروردی کامگار

داخلِ محفل مدامی شاد باد — قلبِ اُو از یاد ھو آباد باد

ملتجی بہلول از توائے خدا

تصفیہ کن تزکیہ مارا عطا

*

خلفاءِ اویسیہ قلندریہ مداریہ

السلام اے رحمۃ للعالمیں
السلام اے تاجدارِ مرسلیں

السلام اے فاتحِ خیبر شکن
شاہِ مرداں شیر یزداں ذوالمنن

السلام اے خواجہ بصری مقام
رحمت حق آپ پر ہو صبح و شام

السلام اے شیخنا عجمی حبیب
المدد بزمِ طریقت کے نقیب

السلام اے بایزید تاج بخش
دور ہو ہستی کی میری کشمکش

السلام اے شہ مدار عارفاں
رہنما و پیشوائے سالکاں

السلام اے قاضی ظاہر نشاں
مغزِ قرآں روحِ ایماں عاشقاں

السلام اے شہ حمید الدین لقب
تاج دارِ شانِ حق عالی نسب

السلام اے پیر راجی دہلوی
المدد یا سیّدی یا سیّدی

السلام اے نورِ حق دادا کپور
اصلِ ایماں اہلِ عرفاں کا سُرور

السلام اے شہ سلیمانِ زماں
ہو مرید خستہ جاں کے پاسباں

السلام اے شاہ سید مرتضیٰ
خلق کہتی ہے تمہیں اہلِ رضا

السلام اے شاہ مکّھا اولیاء
لو خبر اب آگیا وقتِ دعا

السلام اے شاہِ فتح اللہ یقیں
جانشین پیشوائے اہلِ دیں

السلام اے شہ عنایت پاکباز
اصفیاء باصفا کے اہلِ راز

السلام اے شاہ عظمت باوقار
شیر مردانِ طریقت کے حصار

السلام اے شہ ملک عبد الہ
ہوں جو محتاجِ کرم اے حق نُما

السلام اے شاہ سرور یادِ حق
رات دن جاری ہے وَالنَّاس وفلق

السلام اے شاہِ دائم شاہ دیں
دستگیری ہو غلاموں کی یقیں

السلام اے شاہ جعفر نیک نام
اے مدارِ اعظمِ عالی مقام

السلام اے شہ نظام الدیں حکیم
المدد اب میری حالت ہے سقیم

السلام اے شہ امیرالدین حضور
فرد الافراد زمانہ نُورِ نُور

السلام اے سید بہلول شاہ
سرگروہِ عاشقانِ بے ریا

سالکؔ و عاصی ہے سجادہ نشیں
اے مدار کائنات حق مبیں

کاش پیدا ہو قلندر پھر کوئی
جس کی ٹھوکر ہو پیام زندگی

سلسلہ جاری رہے طبقات کا
ذکر ھُو جاری ہو تیری ذات کا

سلسلہ جاری نفی اثبات کا
عشق پیدا دل میں تیری ذات کا

*

بیعت

حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ پہلی چیز جو بندہ پر فرض کی گئی ہے وہ معرفت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ شانہٗ ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو سوائے اس کے کہ عبادت کریں۔ عبادت کا مفہوم یہ نہیں کہ صرف پانچ وقت مسجد میں حاضری دی۔ مقررہ فرائض و سنتیں نماز کی ادا کیں اور اپنے کو عبادت کی ذمہ داری سے سبکدوش تصور کرلیا۔ مندرجہ بالا آیت کو معرفت کے ثبوت میں پیش فرمایا گیا ہے لہذا عبادت عبارت ہوئی، معرفت سے اب ہم کو سوچنا ہوگا کہ معرفت کیا ہے۔ حضرت احمد حضرویہ فرماتے ہیں کہ ”معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدا کو دِل سے دوست رکھے زبان سے اس کو یاد رکھے اور اس کے ماسواء سے تعلق منقطع کرلے“۔

حضرت جنید بغدادی سے دریافت کیا گیا کہ تصوف کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے، نتیجہ یہ نکلا کہ معرفت و تصوف ایک ہی مطلب ظاہر کرنے والے الفاظ ہو گئے یعنی اللہ کے ساتھ رہنا۔ اللہ کے ساتھ رہنے یا اس کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ طاعت ہے۔

اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ

سب سے زیادہ قرب جو بندہ کو اپنے رب سے حاصل ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو۔ گویا قرب الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ سجدہ میں ہونا یعنی نماز خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرنا۔ لیکن قرب والا سجدہ تو جب ہوگا کہ رسول مقبول ﷺ کے ارشاد کے مطابق خدا کی عبادت اس طور سے کرے کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو یقین رکھ کہ خدا تجھ

کو دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کے لئے کشش اور کوشش دونوں کی ضرورت ہے اس کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔علم سے ایمان پیدا ہوتا ہے جس کی تکمیل کے لئے عمل ضروری ہے لیکن عمل میں صدق کی ضرورت ہے کیوں کہ بقول حضرت ابوترابؒ ''جب بندہ صادق ہوتا ہے تو عمل سے پہلے ہی عمل کی حلاوت اس کو مل جاتی ہے''۔ یہ حلاوت عمل تقدیر سے ملتی ہے اور علامت ہے کہ اللہ کی دوستی نصیب ہوئی، اس کی دوستی کی نشانی بقول حضرت ابن عطاؒ یہ ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت رسول کی فرمانبرداری کرے اور جو آدمی سنت رسول کے آداب سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے دل کو معرفت کے نور سے روشن فرماتا ہے۔ اُس وقت بندہ اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کا نتیجہ بقول حضرت غوث پاکؓ یہ ہوتا ہے کہ اس کو دنیا و آخرت کی بادشاہت مل جاتی ہے۔

انسان کے لئے یہ امر نہایت مشکل ہے کہ وہ سن شعور کو پہونچ کر خود اپنی کوشش و سعی سے علم حاصل کرے اور اس پر عمل بھی صحیح طور سے کرنے لگ جائے اس کے لئے اس کو استاد کی ضرورت ہوتی ہے کہ بغیر استاد نہ تو علم ہی صحیح ہوتا ہے نہ عمل درست ہوتا ہے۔ طریقہ عمل صحیح طور پر لکھنا پڑتا ہے لہٰذا اس پر لازم آتا ہے کہ جس طرح دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے استاذ کی خدمت میں حاضری دیتا ہے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے طریقے اختیار کرتا اور علم حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح علم دین و معرفت کے استادوں کی خدمت میں حاضر ہو کر دین و معرفت الٰہی کے اسباق پڑھے تا کہ اس کے دینی و روحانی امراض کی دوا اس کو ملے۔ حضرت غوث الثقلینؓ فرماتے ہیں: ''جو مشائخ کتاب و سنت کے عالم اور اس پر عمل کرنے والے ہیں ان کا اتباع کر، اِن میں حسن ظن دیکھ، ان سے سیکھ، ان کے سامنے ادب اور ان کے پاس نشست و برخاست کو خوشنما بنا کر یقیناً فلاح پائے گا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے''۔ حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ ''وہ اس کھیتی کا جس کا بیج ایمان ہے، اپنے قلب میں لو اس کا درست کرنا سینچنا پانی

دینا عمل صالح سے ہوتا ہے۔ جب نفس میں نرمی و شفقت اور رحمت پیدا ہوگی تو اس میں عمدہ پیداوار بھی ہوگی مگر اس کھیتی کرنے کو اس کے کاشتکار سے سیکھ اور صرف اپنی رائے کافی مت سمجھ" بقول حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہر صنعت میں اس کے ماہر سے اعانت چاہو۔

یہی ماہرین و مشائخ ہیں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے عالم ہیں اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ انہی کو عرف عام میں پیر و مرشد کہا جاتا ہے اور آخرت کی کھیتی کے یہی ماہر ہیں اور انہی کی اعانت چاہنے کی ہدایت دی گئی ہے یعنی انہی کے ہاتھ پر بیعت کر کے فلاح دارین کی سعی کرنا بتلایا گیا ہے۔

کسی سائل نے حضرت حسن بصریؓ سے سوال کیا کہ مسلمانی کس کو کہتے ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور"

حضرت حسن کا شمار اکابر تابعین میں ہے۔ ایسے شخص کا یہ ارشاد کس قدر معنی خیز ہے۔ غور طلب بات ہے اس دور میں جب کہ حضور سرور کائنات کو دنیا سے پردہ کر کے بہت تھوڑی مدت ہی گزری تھی، حضرت حسن بصریؓ نے دنیا والوں کی روحانی و اسلامی کیفیت کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا، مسلمانی کتاب میں موجود تھی، کتاب اللہ کا صحیح علم رکھنے والے لوگ جنھوں نے علم نبوت سے حصہ پایا تھا، کافی تعداد میں موجود تھے۔ پھر بھی آپ کو قحط الرجال اہل اللہ نظر آیا۔ احکامِ الٰہی پر عمل کرنے والوں کی تعداد جیسی ہونی چاہیئے تھی نہ نظر آئی باوجود کتاب اللہ اور ارشادات رسول کے موجود ہونے کے ہدایات و ارشادات الٰہی کو صحیح طور سے سمجھنے والے کم نظر آئے تو آج کے دور کا جو حضرت حسن بصریؒ کے دور سے سوا ہزار سال دور ہے کیا حال سمجھا جانا چاہیئے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آج مسلمانی کتاب میں بھی موجود نہیں رہی یعنی کہ کتاب تو ہے مگر کتاب جاننے اور سمجھنے والوں کا قحط ہوگیا ہے وہ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ علم اسلام و علم قرآنی سے بہرہ ور ہیں ان کا یہ حال ہے کہ

قرآن کو اپنی مرضی کے مطابق یا ماحول کے موافق بنانے کی کوشش میں ہر لمحہ لگے ہوئے ہیں۔موجودہ مغربی فلسفے اور مادی سائنس کے موافق آیاتِ قرآنی کی تاویلات کرنے میں اپنی پوری توانائیوں کو صرف کر رہے ہیں اور اس کوشش میں دل و دماغ، ذہن و روح کو ایسا اُلجھا لیا ہے کہ علم دین تفسیر قرآن وسنت رسول اللہ سے تعلق محض رسمی رہ گیا ہے اور آج حضرت حسن بصریؒ کا قول بہمہ وجود عام مسلمانوں کی حالت پر صادق آتا ہے اس کے باوجود اپنے کو مختلف بھیسوں میں چھپائے ہوئے اہل اللہ دنیا میں موجود ہیں گو قلیل تعداد میں جن کے وجود کی برکت نہ صرف غضبِ الٰہی کو شدید ہونے سے روکتی ہے بلکہ وہ اپنے فیضان روحانی کو نہایت خاموشی سے پھیلاتے رہتے ہیں۔متلاشیان حق جس طرح قدیم زمانہ میں لق و دق جنگلوں، بیابانوں، ریگستانوں، پہاڑوں کو پار کر کے فاقہ و بیماری، جنگلی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں، غرض ہزارہا مصیبتوں کو برداشت کرتے اہل اللہ کی تلاش میں مغرب ومشرق کی بادیہ پیمائی کرتے رہتے تھے اور جہاں ان کو اپنی بے چینی اور پیاسی روح کو سکون مل جاتا تھا۔خدمت شیخ میں ٹھہر کر فیض روحانی حاصل کرلیا کرتے تھے اور جب مقام فیض رسانی پر فائز ہو جاتے تو اس نور کو دوسرے متلاشیوں تک پہنچا کر دائرہ روشنی کو وسیع کرتے جاتے تھے۔اسی طرح ان بزرگان سلف کے متبعین و جانشین آج بھی وہی عمل فرمارہے ہیں۔جب نورِالٰہی کا طالب ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو اس سے بیعت لیتے ہیں اور راہ پر لگا دیتے ہیں ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

حضرت غوث پاکؓ کی نویں مجلس میں حضرت نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

انتم معرضون عن اللہ عزوجل وعن کلامہ وعن انبیائہ واتباعھم علی الحقیقۃ ھم خلفاء ھم واوصیاؤھم

اے انسانوں تم روگرداں ہو اللہ عزوجل سے اور اس کے کلام سے اس کے نبیوں سے اور انبیاء کے سچے متبعین سے وہ ان کے جانشین اور وصی ہیں۔

اس کے ارشاد کے مطابق اگر ہماری عملی زندگی سنور جاتی ہے تو ہماری اندرونی کمزوریوں کا علاج ہو جاتا ہے اور راہِ نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

عربی زبان میں باع بیع۔ بکند فروخت ہونے کے معنوں میں مستعمل ہے۔قرآنی لغات۔اصطلاح طریقت یعنی اشاعت دین و اعلاء کلمۃ اللہ کے معاملہ میں ان اغراض و مقاصد کے لئے خود کو وقف کر دینا اور دین کے کام میں لگ جانا اور مشغول ہو جانا ہے۔

دین اسلام چونکہ عبادت کے مخصوص طریقوں اور ضابطوں کا نام نہیں بلکہ ایک مخصوص مقصد کو پیش نظر رکھ کر زندگی گزارنے کے قواعد وضوابط کا نام ہے اس لئے مسلمان اگر اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے تو اس میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔سکونِ قلب وتسکینِ روح کے لئے اس کو ایسے راہبر کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کو اندھیرے سے نکال کر اس روشنی میں لے آئے جو اپنی ٹھنڈی شعاعوں سے بے چین روح کو سکون عطا فرماتی ہے۔اس مقصد کی تلاش میں آنے والے طالب کی مرشد کامل پہلے آزمائش فرماتے ہیں جب وہ اس میں پورا اُترتا ہے تو زمرہ میں داخلہ کی تیاری کرائی جاتی ہے۔اس تیاری کے بعد یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ مرید میں استعداد پیدا ہوئی تو اس سے بیعت لی جاتی ہے۔مگر اس نعمتِ عظمیٰ کے حاصل کرنے کیلئے جذبہ اتباع ،تقلید ارادت ،محبت ہونا ضروری ہے۔ بلا چوں و چرا حکم کی تعمیل ہی شان ارادت ہے چنانچہ حکم باری تعالیٰ جل شانہ

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ (پ۲۱،س لقمان ع ۲)

یہ صاف وصریح امر ہے۔ بغیر اتباع کے کوئی راستہ نہیں مل سکتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب قول الجمیل جس کا اردو میں ترجمہ ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے شفاء العلل نام سے فرمایا ہے۔ فرمایا ہے کہ بیعت مسنون ہے اور مختلف اُمور کے واسطے ہوتی ہے۔ اسی سلسلہ میں حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے: مرید اپنے پیر کے آگے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجا لاؤں گا اس کے متعلق باری تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

قال اللہ تعالیٰ : اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

(سورہ فتح، آیت:۱۰)

حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے اپنی ذات کی حضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا عنقریب اس کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر فعل بطریق عبادت کمال احترام کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ لہٰذا بیعت مسنون ہوئی۔ حضور سرورِ کائنات زمین پر اللہ کے خلیفہ تھے اور کتاب وحکمت کے معلم بھی۔ پس آپ کا فعل آپ کے خلفاء اور ان کے توسط سے اُمت کے علماء راسخین کے لئے سنت ہوا۔ مگر واجب نہیں کیوں کہ آئمہ دین نے بیعت کے ترک کرنے والے یا انکار کرنے والے کو گنہگار نہیں فرمایا۔ بیعت کے ذریعہ جو حضور سرورِ کائنات سے کی گئی صحابہؓ نے حق تعالیٰ جلّ شانہٗ کا قرب چاہا۔ اتنا اور سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے

نفس میں چند اُمور خفیہ پیدا فرمائے ہیں جن کی تربیت کے لئے کچھ قاعدے اور ضوابط ہیں۔اور ان خفیہ اُمور کا پتہ انسان کے اقوال و افعال ظاہری سے ہوتا ہے۔اگر افعال و اقوال میں درستی پیدا کر دی جائے تو لازماً نفس کی تربیت صحیح ہو جاتی ہے۔پس افعال و اقوال کی درستی ہی بیعت ہوئی ہر شخص بیعت لیتا ہے اُس کے لئے چند شرائط شاہ صاحبؒ نے بیان فرمائے ہیں:

شرط اول: بیعت لینے والا مرشد عالم قرآن وحدیث ہو اور اپنے علم پر کماحقہ عمل کرتا ہو۔

شرط دوّم: مرشد عدالت وتقویٰ رکھتا ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا ہو۔اور صغیرہ گناہوں پر اڑ نہ جاتا ہو۔

شرط سوم: مرشد تارکِ دنیا ہو اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا ہو۔

شرط چہارم: بیعت لینے والا اُمور شرع کا حکم کرتا ہو اور خلاف شرع سے روکنے والا ہو۔

شرط پنجم: بیعت لینے والا خود بھی مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے کافی عرصہ تک ادب سیکھا ہو،ان سے نور باطن واطمینان قلب حاصل کیا ہو۔

اتنی بات یاد رکھنے کی ہے کہ مرشد کامل و ہادی برحق کے لئے خوارق عادات و کرامات کا لزوم نہیں۔وثیقہ ہوا کرتے ہیں۔عمل صالح راہِ حق میں مجاہدہ،ریاضت ومحنت شاقہ اور عنایات واکرام الٰہیہ کا اس لئے آثار ونشانات شیخ مندرجہ سطور میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔تاکہ صحیح رہبری سے راہ کی دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں۔ہمارا تو یہ حال ہے ؎

جاتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

مُرید کو چاہئے کہ اپنی صورت کے خدوخال سیرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے آئینہ حال میں درست کرلے معصیت کی گندگی ارتکاب کبائر سے اپنے دامن کو بچانے کا عزم بالجزم اتباع وتقلید کا ایک سمندر اپنے سینے میں کیا ہوا طوفان کی طرح اپنی جگہ جنبش کرے۔

موجوں کی طرح سکڑتا ہوا ساحل مراد تک جاپہنچے۔ اپنے ایثار وقربانیوں کا ایک نیا جذبہ اقدس نئے انداز میں حصول دین وعرفان ورضاء مولیٰ کے میدانِ عمل میں پیش کرے اور اپنی تابناک زندگی کے میدان میں صابرانہ روشیں قائم کرے اور ذکر الٰہی سے شغفِ اطاعت الٰہی کی مستی سے اتباع رسالت وتقلید شیوخ کی دیوانگی لذت ومحبت حاصل کرے جس کا نتیجہ یہی کہ فرائض وواجبات وسنت کی مکمل زندگی حاصل ہو جائے گی۔ مرید کے لئے بزرگان سلف ومرشدان حق نے جوشرائط بتائے ہیں وہ بہت مختصر ہیں۔

پہلی شرط تو یہ ہے کہ مرید ہونے والا عاقل وبالغ ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پیر کے ساتھ عقیدت ومحبت ارادت رکھتا ہو۔

بہ نے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔۔۔ کہ مسلک بیخبر بنوز راہ رسم منزلہا

بزرگان وصلحاء واولیاء مرشدین حق نے مختلف مواقع پر اپنے مریدین ومتبعین کو مختلف نصائح سے نوازا ہے جن کا بیان اس مقام میں مناسب معلوم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ عمومی طور پر فائدہ کا باعث ہو۔ حضرت یحیٰی معاذ رازیؒ فرماتے ہیں:

میں اُس آدمی پر تعجب کرتا ہوں جو بیماری کے خوف سے طعام سے تو پرہیز کرتا ہے لیکن عذاب کے خوف سے گناہ سے پرہیز نہیں کرتا۔

حضرت ابن عطاؒ فرماتے ہیں جس کسی کی توبہ عمل سے آراستہ ہوتی ہے تو وہ توبہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

حضرت سھل بن عبداللہ تستریؒ نے فرمایا ہے:

''چار چیزیں اختیار کرنا تا کہ تیری عبادت ٹھیک ہو جائے (۱) بھوک دین (۲) درویشی (۳) خواری (۴) قناعت۔ کسی نے خوب فرمایا ہے۔

اندرون از طعام خالی دار ۔۔۔ تا دروں نور معرفت بینی

(سعدیؒ)

یعنی اپنے جسم کے اندرونی حصہ کو کھانے کی چیزیں نہ پہچانا بلکہ خالی رکھ اس کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ تو اپنے اندر معرفت الٰہی کی روشنی دیکھ سکے گا۔ اسی لئے حضرت ابن عطاؒ کا قول ہے کہ ''منافق آدمی کی قوت کھانا پینا ہے اور مومن کی قوت ذکر الٰہی میں مشغول ہونا''۔

حضرت ابوالحسن نے فرمایا ہے کہ ''جس طرح وقت سے پہلے تجھ سے نماز طلب نہیں کی جاتی اسی طرح تو بھی وقت سے پہلے روزی طلب مت کر''۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ ''جو آدمی حلال کا لقمہ کھاتا ہے اس کو نیکی کی توفیق ہوتی ہے''۔ حضرت غوث الثقلین اپنی ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

ساری سلامتی قضاء اور قدر پر راضی رہنے، آرزو کوتاہ کرنے اور دنیا کی رغبت کھو دینے میں ہے''۔

آرزو کوتاہ کرنا درویشی وقناعت میں ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

مخلوق سے جدائی اختیار کر اس سے پہلے کہ مفارقت کا وقت آئے۔ رخصت کر دے۔ اس سے پہلے کہ خود رخصت ہو اور چھوڑ دے اس سے پہلے کہ تیرے بال، بچے اور ساری مخلوق تجھے چھوڑ دے جب تو قبر میں جائے گا تو یہ سب تیرے کچھ کام نہ آئیں گے۔ مباح چیز کو بھی خواہش نفس کے ساتھ کھانے سے توبہ کر''۔

حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''تین آدمی دانا ہیں ایک وہ جو دنیا ترک کر دے۔ دوسرا وہ جو لحد میں داخل ہونے سے پہلے ہی لحد کی بنیاد رکھے۔ اور تیسرا وہ جو خدا کے پاس پہونچنے سے پہلے ہی اُسے راضی کر لے۔

انہی کا یہ بھی قول ہے کہ آخرت کے مرید کا دل چار مقامات پر ساکن رہتا ہے:

(۱) گھر کے گوشہ میں (۲) مسجد میں (۳) قبرستان میں

(۴) اس مقام پر جہاں اس کو کوئی نہ دیکھے۔ پس تو جس کے پاس بیٹھے وہ ایسا آدمی ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کا دل سیر نہ ہو''۔

لیکن اتنا ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ ترک ذریعہ معاش خلاف شرع ہے۔ اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ بھرنے کے لئے کسب معاش ضروری ہے۔ وہاں اتنی احتیاط ضرور ہے۔ پیشہ حلال ہو اور اس سے حاصل کیا ہوا لقمہ بھی حلال ہوا۔

حیات حضرتِ بہلولؒ کا مطبوعہ قدیم نسخہ

جس پر تاریخی قطعہ نبیرۂ معظم سید مسعود عالم مدنی ایم اے (عثمانیہ) درج ہے۔

قطعہ تاریخ

شاہِ بہلولؒ خادمِ اسلام
جدّ امجد ہیں میرے عالی مقام
سنِ تاریخ طبع ہے مسعودؔ
رحلت شاعر امام ہمام

۱۳......ھ......۷۷

*

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہ کر نور

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الۡعَظِیۡمَ الَّذِیۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ ۳ بار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرۡ قَلۡبِیۡ عَنۡ غَیۡرِكَ وَنَوِّرۡ قَلۡبِیۡ بِنُوۡرِ مَعۡرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہ ۳ بار

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

اَللّٰہُ حَاضِرِیۡ اَللّٰہُ نَاظِرِیۡ اَللّٰہُ شَاھِدِیۡ اَللّٰہُ سَعِیۡ اَللّٰہُ مَعِیۡ

پورا کلمہ طیبہ تین بار۔ صرف لا الہ الا اللہ ضرب سے دوسو (۲۰۰) بار

الا اللہ الا اللہ چارسو (۴۰۰) اللہ اللہ (۶۰۰) بار اللہ اللہ (۲۰۰) بار

ضرب سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ ۱۰۰ بار ۱۰ منٹ خاموشی سے آنکھ بند سانس سے اسم ذات اللہ جاری رہے۔ آخر میں استغفار درود شریف، صلوٰۃ وسلام فاتحہ، دعا، نہایت عاجزی سے سر برہنہ کھڑا ہو کر یَا اَللّٰہُ یَا ھَادِیۡ ۱۰۰ بار یَا اَللّٰہُ یَا مُغۡنِیۡ ۱۰۰ بار یَا رَبّ یَا رَبّ

زائد مصروفیات ذکر

لَا مَعۡبُوۡدَ اِلَّا اللّٰہ ۱۰۰ بار، لَا مَوۡجُوۡدَ اِلَّا اللّٰہ۔ لَا مَقۡصُوۡدَ اِلَّا اللّٰہ۔ لَا مَشۡھُوۡدَ اِلَّا اللّٰہ سوسو بار نماز تہجد میں جاری رہے بڑے فضائل ہیں۔

حفظ انفاس (پاس انفاس)

استغفار (۳) بار درود شریف (۵) بار اسم ذات (اللہ) اپنی زبان اُلٹ کر منہ بند کر لے اور آنکھ بند کر کے سانس اوپر کھینچ کر آہستہ چھوڑ دے۔ اللہ کے ساتھ سانس اوپر اور ھو کے ساتھ نیچے اس طرح کا عملی طور پر سیکھنے سے آجائے گا۔ اس صراحت کے بعد ہی آپ کا تربیتی اور عملی کام خانقاہی نظام میں تکمیل ہوسکتا ہے۔ لطائف کی معرفت بغیر صحبت کے نہیں ہوسکتی۔ اکابر پیرانِ طریقت نے جو اُصول مدون فرمائے ہیں، اس پر مسلسل عمل کے بعد لذت وکیف اذ کار نصیب ہوگی۔ بہر حال آئینہ مجاز کے بعد آئینہ حقیقت وشہود جلوہ گر ہوگا۔

عِلم تاریخ کا بڑا جاہل

وہ ہے جو اِن تاریخی حقائق کو فراموش کر دے
فضائل قطب المدار کا انکار کر دے

۱۴۴ خلفاء سلسلہ مما لک عرب وعجم خراساں، اندلس،، فارس وہند میں کار تبلیغ واشاعت جاری ہے:

پیر ہجویری داتا گنج بخشؒ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ میں طیفوریہ جنیدیہ سے ہوں۔ ہندوستان کے مفسر اعظم حضرت شاہ عبدالعزیز تفسیر سورہ تبارک ملاحظہ ہو۔ حضرت حاجی امداد اللہ شاہؒ مہاجر مکی۔ کتاب ضیاء القلوب فارسی میں صراحت فرمایا ہے۔ خلفاء سلسلہ مداریہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ میں سند کے ساتھ شجرہ موجود ہیں۔

بہر قادر چشتی وقطب المدار نقشبند وسہروردی کامگار
داخلِ محفلِ مدامی سند یاد۔ یاد ہو از ذکر ہو شاد باد

سترہویں شریف اُردو کی کتاب ہے (۲۰۰) صفحات اُردو زبان میں موجود ہے۔
مندرجہ ذیل اوراق غائر مطالعہ کیجئے۔

قطب المدارؒ

مرحبا اے قطب کل قطب المدارؒ　　　مرحبا اے خاصہ پروردگار

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدار ھو القرار مدار وہ ہے کہ اسی سے کل عالم کا قرار ہے۔

قال الصدیق رضی اللہ عنہ۔ المدار کُلّ کُلّ۔ مدار کل ہے کل عالم کا۔

قال الصدیق المدار کفخر اللہ ولا غیر اللہ مدار وہ جیسے کبریائی اللہ کو زیبا ہے اس کے سوا کسی اور کے لئے زیبا نہیں۔

قال الفاروق رضی اللہ عنہ المدار محافظۃ العلم والعالم بید المدار جمیل المثل الجمال مدار وہ ہے کہ محافظ علم (لدنی وعلم نبوۃ) ہے مدار عالم اس کے قبضہ میں ہے اور جمیل ہے مثل جمال کے۔

قال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ۔ المدار کُلّ الأشیا مدار کل اشیاء ہے۔

قال سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ المدار المظھر العجائب درجۃ الألوھیۃ یوصل الربوبیۃ۔ مدار مظہر ہے تمام عجائبات کا اور درجہ الوہیت کا اور ملنے والا ہے پروردگار کا۔

قال بعض العارفین۔ المدار محل بین النبوّۃ والولایت
مدار ایک منزل ہے نبوت وولایت کے درمیان۔ (ستھرویں شریف)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ تفسیر فتح العزیز تبارک الذی صفحہ ۳۰۷ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے۔ قطب عالم کو بدون کسی واسطے کے حق سبحانہ تعالیٰ سے فیض پہونچا ہے۔ اس کو قطب المدار قطب العالم اور قطب الاقطاب، قطب الاکبر کہتے ہیں۔ حضرت مخدوم ابوالفتح نے حضرت قطب المدارؒ سے

دریافت فرمایا کہ مدار کیا چیز ہے۔ارشاد فرمایا ہے مدار سر دفتر مختار کارخانہ الٰہی کا ہوتا ہے اور وہ شخص حیؒ قیومُ کی صفت جلیلہ کا حامل ہوتا ہے اسی میں محو رہتا ہے۔اس کو مدار کہتے ہیں۔

مرویات صوفیہ میں ہے کہ ان ہی اولیاء کبار سے کہ جن کی نسبت حضور سرورکائنات ﷺ کا ارشاد واجب التعظیم ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ہیں کہ جس کو فیض پہنچا ہے۔اللہ کے طرف سے بلا واسطہ پھر ان سے قطب الاوتاد کو پھر ان سے قطب الابدال کو پھر ان سے قطب ارض کو اور وہ ابرار ہیں۔پھر ان سے قطب الولایت کو پھر ان سے نقباء کو اور نجباء کو درجہ بدرجہ پھر ان سے صلحاء راست کو ان سے عابدوں کو پھر ان سے تمام عالم کو چونکہ حضور خاتم النبین ہیں بقدر ظرف ایمان ونسبت فیضان جاری رہتا ہے۔

دویم خانوادہ طیفوریاں (اجماع سلاسل ہے)

جو بلا اختلاف صلحاء اُمت کا متفقہ ہے۔حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے پانچ خلیفہ اور چہار گروہ ثابت ہیں یکی نقشبندیہ، دوئم شطاریہ، سویم مداریہ اور سہ خرقہ کا بھی مظہر ہے۔یعنی سلسلہ حضرت مدارؒ تک سند کے ساتھ یہ خرقہ خلافت موجود ہیں خلیفہ اوّل شیخ مسعود شکر پارہ دوئم شاہ ابراہیم خرقہ خشت پارہ سوم خلیفہ حضرت شیخ محمود خرقہ ہزار میخی چہارم خلیفہ عبداللہ مکیؒ علمبردار پنجم خلیفہ سید شاہ احمد زندہ صوف خرقہ نادختہ یعنی حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدارؒ سے جاری ہوا۔خلیفہ اول حضرت طیفور شامیؒ کے تھے صاحب معارج الولایت، کشف الغمات سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت شاہ مدارؒ کو خرقہ خلافت حضرت عبداللہ مکیؒ سے پہنچا تھا اور ان کو شیخ الجارب مقدسی اور ان کو شیخ طیفور شامیؒ سے جو مصاحب ومرید تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقدس سلسلہ کو عرب وعجم وخراساں فارس وہند میں اشاعت وتبلیغ سے ۱۴۴ خلفاء مداریہ نے اس سلسلہ روحانی وعرفانی کے خدمات انجام دیئے ہیں اس کے سلسلہ خلیفۂ اعظم صاحب الشریعت قاضی مظہر ہیں۔

سویم گروہ خلیفہ اجل حضرت سید شاہ بدیع الدین پیر زندہ شاہ مدارؒ سے کہ حضرت سید شاہ ابومحمد ارغوانؒ سے ہیں۔ گروہ خادمان جاری ہیں۔ دوئم سید شاہ ابوتراب فیضور۔ سوئم سید شاہ ابوالحسن طیفورؒ خلیفہ اوّل حضرت سید شاہ ابومحمد گرگ دانش مند تیغ برہنہ سلسلہ طالبان مدار جاری ہے چونکہ مذہب صوفیاء کرام کا صادقی ہے۔ واعدی نہیں ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو خرقہ خلافت صادقی سے ملا تھا اور ان سے حضرت عبداللہ مکی علمبردار اور ان سے حضرت عین الدین شامیؒ اور ان سے تاج العلماء صاحب ِمعراج قاضی طیفور الدین شامیؒ عرف حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ سے پانچ سلسلہ خلفاء اور سہ گروہ جاری ہیں۔ اول نقشبندیہ، دوسرا امداریہ، تیسرا اشطّاریہ ہے۔

خام را طاقت پروانہ پر سوختہ نیست
ناز کال راز سد شیوہ جاں افشانی

یہ مجاہدین ملّت کا بلند ترین مقام ہے جنھوں نے سنت صحابہؓ کو زندہ و برقرار رکھنے کے لئے اپنی جوانیاں قربان گاہِ عشق پر بھینٹ ولٹا دیں اور اپنے ساز وسامان حیات کو اللہ کی رضا میں لٹوا دیا۔ اور تمناؤں کے حسین مناظر کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس کے بدلے میں فقر و فاقہ کی ہولناک زندگی اختیار کی اور اپنی آخری سانس تک اُسی مردانگی کا مظاہرہ کیا۔ اسی جماعت کو تاریخ فقراء بندگان باخدا اور مجردان راہِ توحید کے نام سے یاد کرتی ہے، ان کے احسانات کے سامنے ملّت کا سر جھکا ہوا ہے۔

امراض روحانی

حضرت مجدد سرہندیؒ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حیف صد حیف اگروہ جسم کی اس گرفتاری سے رہائی پا کر اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کر سکے۔ آدم زاد تو مقام تقرب سے گر کر محرومی میں جا پڑا ہے اور اگر اپنے اس سفر سے واپس نہیں ہوتا اس سے بڑھ کر محروم اور کون ہوسکتا ہے۔ یہ تو روح کی بیماری ہے کہ وہ اپنی تکلیف کو لذّت اور لذّت کو تکلیف سمجھنے لگی

اور اس صفرا زاد بیمار کی طرح جو مٹھاس کو تلخ محسوس کرتا ہے۔ اہلِ فہم پر لازم ہے کہ اس بیماری کے ازالہ کی فکر کریں تا کہ دنیوی مصیبتوں اور سختیوں کو ہنسی خوشی برداشت کیا جانے لگے۔

روح کا اصلی جوہر لطیف و علوی ہے۔ جب روح جسم کی صحبت اختیار کر لیتی ہے تو خود بھی جسم کی اختیار میں آجاتی ہے بجائے لطافتوں کے کثافتوں کی خوگر ہو جاتی ہے۔ نورانیت کے بجائے ظلمانیت پسند لگتی ہے۔ علویت کے بجائے سفلیت اختیار کر لیتی ہے۔ اب جو چیزیں واقعی اس کی تکلیف کی نہیں ہے اس میں تکلیف محسوس کرنے لگتی ہے اور جن چیزوں سے بیزاری ہونا چاہئے تھی انھیں کی طرف دوڑ کر ان پر گرتی ہے۔ قلب ماہیت میں اس کے مریض ہونے اور اس کی فطرت کے مسخ ہو جانے کی دلیل ہے۔ جیسے بعض بیماریوں میں منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے میٹھے کو کڑوا محسوس کرنے لگتا ہے۔ جسم عزت و جاہ کا بھوکا ہے۔ روح کو بھی یہی مرض لاحق ہو جاتا ہے تو بات بات میں اپنی تحقیر و توہین محسوس کرنے لگتی ہے۔ جسم روپیہ کا حریص ہے روح کو بھی جب یہ روگ لگ جاتا ہے۔ بیسیوں گھنٹے زر طلبی کے دھندوں میں پڑے رہنے لگتی ہے اور اس کی پرواہ نہیں رہ جاتی۔ حصول کا ذریعہ جائز ہے کہ ناجائز اور یہی حال سارے شہوات و جذبات کا ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد محقق فرماتے ہیں کہ اس مرض کا علاج لازمی ہے تا کہ روح کا اصلی رنگ و مزاج قائم رہے اور وہ دنیا کی تلخیوں اور سختیوں سے گھبرا اُٹھنے کے بجائے اُنھیں ہنسی خوشی برداشت کرے بلکہ ان سے لطف اندوز ہونے لگے۔ مسکنت افتادگی و شکستگی تو نہیں اس کے مزاج کے موافق ہے اسے لطف اس میں آنا چاہئے نہ کہ اس کے برعکس سربلندی شوکت و امارت کی۔ اسی مکتوب میں حضرت مجدد سرہندی فرماتے ہیں۔ اگر غور بینی سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر اس دنیا میں رنج مصیبت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا کی ذرہ برابر قیمت نہ رہتی (وہ کوڑی کی بھی نہ ہوتی) ان کی ظلمتوں کو یہی حادثے اور صدمے میں زائل کرتے ہیں۔ حادثوں کی تلخی دورے نافع کی تلخی کی طرح ہے کہ مرض کا ازالہ اسی سے ہوتا ہے جب کہ پہلے معلوم ہو چکا

ہے۔انسان پیدا ہوا تو عالم علوی کے لئے ہوا ہے اور اس کی روح وہیں کی باشندہ ہے اور قید جسم سے آزاد ہونے کے بعد اسے وہیں پہونچ جانا چاہئے لیکن جسم جو خاکی لذتوں کا جو یا و شیدا ہے اور اپنے ساتھ روح کو بھی انھیں آلودگیوں میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے، طبیعت کو طرح طرح کی ناگواریاں اس دنیا میں پیش آتی ہیں اور جسم کو جو طرح طرح کے صدمے اُٹھانے پڑتے ہیں وہ روح کا رخ ادھر سے ہٹا کر پھر اسی عالم علوی کی طرف پھیر تے ہیں اگر یہ ناخوشگوار اور تلخ تجربے نہ پیش آتے تو روح اپنی لطافت و نورانیت کھو بیٹھے اور اپنی کثافتوں میں مبتلا ہو کر رہ جائے اور اس میں یہ صلاحیت بھی باقی نہ رہے کہ اپنے وطن اصلی (عالم علوی) میں پہونچ کر وہاں کچھ لطف حاصل کر سکے۔درد الم رنج و غم عین روح کے احساس لطیف کو برقرار رکھنے کے لئے ہیں۔اگر منزلوں اور مرحلوں سے ہو کر روح کو گذرنا نہ پڑے تو جہنم سے قبل ہی جہنم ہو جائے اور روح جنت کے دائمی و سرمدی لطف و سرور کے حاصل کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔آج دل پر طرح طرح کے کھوچکے ہر وقت لگے رہتے ہیں کل عارف و عاصی سب ہی کو نظر آجائے گا یہ عین مقتضائے رحمت سے تھے بغیر ان کے جو ہر روح پر جلا نہیں ہو سکتی تھی۔(افادات ماجد دریا آبادی)

*

مختصر حیات بہلولؒ

ایک مردِ ناقص کے قلم سے ایک مرد کامل کی زندگی

الحمد اللہ مجھ حقیر ضعیف بے علم وعمل انسان یعنی خلف اکبر حضرت بہلولؒ کا خلیفہ جانشین وسجادہ اپنی بے بضاعتی وکوتاہی عمل کی خجالت سے سر نیچا کیا ہوا ہے۔اس عجز ظاہر کی وجہ خود میرے ہاتھوں کا رعشہ رعب فقر وشاہی کی وجہ جلالت درویشی کے سامنے قلم بھی اپنی پوری خاموشی سے سرنگوں ہے لیکن اپنی خاموشی میں گویائی کے لئے لبیک کہتا ہوا ہمت لب کشائی و دیدہ دلیری سے بتوقعات غیبی کچھ تحریر پر مائل ہے۔

سنہ ۱۳۰۱ھ کا عروجی مرحلہ ہے

حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ کے خاندان کے چشم وچراغ عاشقانِ الٰہی کی روشنی حضرت سید مدنی شاہ صاحبؒ صدر الخلفاء نظام آباد کے حیات کدہ پر پہلی بار چمکی۔یہ وہی محل مبارک ہے جس میں دختران کی تعداد (۴) تک پہونچ گئی تھی۔حضرت مدنیؒ کی زبان مبارک پر سورہ مریم کی آیت جس میں تذکرہ طلب الاولاد۔(پیغمبرانہ انداز میں موجود تھا) جس میں اس حسن طلب کا جواب ہے۔

رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَكُنۡۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا○

دعا انبیاء (وراثت انبیاء کے لئے بھی قبول ہو چکی۔یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اۨسۡمُهٗ یَحۡیٰی حکم الٰہی ہوا کہ اے زکریا ہم نے تمہاری دعا قبول کرلیا اور بشارت اور خوشخبری ہو کہ ایک خوبصورت فرزند عطا کر رہے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

مقام عبرت ہے کہ اولاد اپنی جانشینی و وراثت فقر انبیائی کے لئے طلب کی جاتی تھی

اور اس حُسن طلب پر ان کی نیت کے مطابق معاملہ اور مستقبل کا نقشہ تیار ہوتا تھا۔ وہی فقرو رضاء الٰہی کی زندگی اخلاق وتزکیہ نفس کے پاکیزہ اُسلوب حیات وغیرہ۔

آج کی زندگی اور طلب اولاد کا مستقبل یہ ہوتا ہے کہ میرا بیٹا ڈاکٹر ہو، بیرسٹرایٹ لا ہو، وکیل ہو، فلکیات کا ماہر ہو، نجوم وسیارگان کا منتہی ہو، سیّاس زمانہ ہو۔ غرض کہ دنیا کے مشاہیر میں بلند مقام رکھنے والا ہو۔

واقعی انسانیت کی موت اور ہلاکت کا دور ہے کسی دل میں بھی یہ تمنّا اور آرزو خوابیدہ نظر نہیں آتی کہ میرا ہونہار سپوت مذہب اور ایمان کی راہوں میں شمع ہدایت عرفان چلانے والا پیدا ہو۔ بقول دنیا طلبی رنجور شی اگر تو دنیا طلب کرتا ہے تو دنیا ملے گی مگر اس راستہ میں بڑے دکھ اُٹھانے پڑیں گے اور طلب وظیفہ حیات سے ساری دنیا تنگ ہو چکی ہے کیوں کہ مستقبل کی ہولناک زندگی کے طمانچوں سے حُلیہ بگڑا ہوا ہے۔

یہی اولاد کی تمنّا

حضرت مدنی شاہؒ کے دل میں پیدا ہوئی کہ اس مسلک درویشانہ کے کٹھن اور سنگلاخ میدانوں میں مردِ مجاہد کی طرح للکارتا ہوا خارستان محبت میں لالہ وگلزار ٹھوکروں سے پیدا کرنے والا محبوب بندہ عطا ہو، خالق کائنات نے دل کی آواز سنی۔ فیضان سلسلہ قلندریہ، اویسیہ جوش میں آیا، بشارت کہ اے سائل بڑی مدت کے بعد اس مضمون پر درخواست وصول ہوئی ہے لے اپنا درِ مقصود سے دامن مراد بھر لے جا اپنی مسند درویشانہ کو نئے رنگ میخانہ سے آراستہ کر لے۔ قدح خواروں کو آواز دیدو، میخانہ عشقِ محمدی ﷺ کو نئے پردے ہائے شریعت لگوادو اور حی علی الفلاح کی آواز بلند کرو۔ تمہاری بیوی سیّدہ عائشہ کے مقدر ستارہ چمکا اور وہ نور شاہی بطن میں منتقل ہو گیا ہے۔ حضرت مدنی شاہؒ کے خسر بھی صاحب طریقت درویش سکنہ بنولہ جاگیر نظام آباد اپنے وقت کے فاضل متوکل فرد افراد تھے۔ یہ بھی خلیفہ اہل طبقات سے وابستہ تھے۔ سیدہ عائشہ ولیہ کا میکہ کنڈ ور موضع نظام آباد ہے۔

حضرت شاہ مدنیؒ کے بڑے تمناؤں کے ساتھ اس عرفانی پودے کی علمی تربیت میں مصروف ہوگئے۔ حضرت بہلولؒ کا بچپن سنہ ۱۳۰۶ھ کا پاکیزہ ماحول۔ آنکھ کھلی تو تعلیم کا آغاز ہوا۔ ابتدائی ابجد خوانی و رسمی تعلیم پر (۶) سال گذرے ہوں گے کہ قدیم فارسی درسگاہیں، خطاطی، شاعری، تصوف و اخلاق، مسند ارشاد کے جانب تیزی سے قدم اُٹھایا۔ (۱۰) سال کی عمر میں ایک معقول طالب علم کی حیثیت سے مصروف درس و تدریس ہوگئے۔ فارسی اساتذہ میں محمد اسحاق صاحب ایڈوکیٹ سے مثنوی شریف اور فارسی ادبیات پر عبور حاصل کرلیا اور خطاطی میں مرحوم معتمد کتب خانہ کے والد محترم سے تربیت پائی۔ اور یوں بھی اس ہمارے سلسلہ میں کاتب قرآن و فارسی ادبیات کے قلمی نسخہ جات موجود ہیں۔ موجودہ ماحول میں زرین کاوشوں کا نتیجہ ثابت ہوتے ہیں۔ (۲۰) سال کی عمر میں اپنے تقویٰ، طہارت، وجاہت و پاک دامنی و درویشانہ زندگی کی جیتی جاگتی تصویر بن گئے۔

اسی اثناء میں سجادگان جانگم پیٹھ یعنی برادران سید غلام علی شاہ و سید نبی و حکیم برادروں نے اس ہونہار درویش اور باکردار عالم کے لئے اپنی لڑکی کا رشتہ پیش کیا۔ وہ منجانب اللہ منظور ہوگیا۔ اس رشتہ کے بعد معاشی نظام کے تعلق سے سر رشتہ تعلیمات میں شعبہ دینیات کے لئے منتخب ہوگئے اور برسر کار رہے۔ نظام آباد کے متوطن قدیم افراد میں کچھ لوگ ہندو برادری اور مسلم برادری میں موجود ہیں۔ مثلاً جناب رکما ریڈی صاحب ایڈوکیٹ، پنڈت رنگ راؤ صاحب ایڈوکیٹ جو حکیم سرینواس راؤ صاحب کے نواسے موجود ہیں۔

جس کی تفصیل مرحوم غلام احمد صاحب کاشانہ ایڈوکیٹ نظام آباد نے اپنی تاریخ میں صراحت فرمایا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب محمد حسین خاں صاحب صدر مدرس مرحوم نے ہدایت کیا جس کو (من راقم) بھی جانتا ہے مگر صغیر سنی ضرور تھی۔

فرماتے ہیں کہ جوانی کا زمانہ تھا۔ حضرت بہلولؒ کی وجدانیات کا زور و شور تھا۔ آپ مسجد قلعہ میں بعد نماز عشاء مصروف ذکر ہوگئے۔ لوگ انتظار میں تھک گئے اور کچھ لوگ بیٹھے رہے۔

اہل مسجد نے دیکھا کہ اچانک حضرت بہلولؒ نے قیام فرمایا اور ایک پیر پر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ حیرت سے منہ تکتے رہ گئے۔ اب لوگوں کی نیند حرام ہوگئی کچھ ذہنی انتشار برپا ہوتا گیا، بارہ بجے تک لوگ انتظار کر کے حضرت مدنیؒ شاہ صاحب کو اطلاع دی کہ آج حضرت بہلولؒ عشاء کے بعد سے ایک پیر پر کھڑے ہو گئے کہ اب بارہ بج رہے ہیں۔ تمام ماحول میں انتشار ہو گیا۔ کسی کی مجال نہیں کہ آواز کرے۔ سب تماشائی دیکھنے میں مصروف ہیں۔ لوگوں میں جب ہل چل ہوگئی۔ تہجد کا وقت بھی ختم ہونے لگا، بڑا انتشار ہو گیا۔ صحن مسجد کھچا کھچ ہے مگر خاموشی کا عالم ہے۔ جب اذاں فجر ہونے لگی اللہ اکبر کے ساتھ ہی دوسرا پیر زمین پر ٹکا، بعد رکوع فرمایا تتمہ نماز کی تکمیل کر لی۔ دعا کے بعد لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ خود نماز فجر مقتدیوں کے ساتھ امامت فرمایا، بعد نماز اشراق تک مسجد حیرت کدہ بنی رہی۔ اس ایک انکشاف کے بعد تو آپ سر رشتہ تعلیم سے دست بردار ہو کر مسجد نشیں ہو چکے۔

مختصر بات یہ کہ حضرت کی شادی کا سلسلہ جو خاندانی روایات کے انداز میں زیر بحث تھا وہ مرشدنا سید امیر الدین مجرد ناندیڑی کے اجلاس پر پیش ہوا تو ارشاد ہوا اسی سرتاج درویشی کو اس قدر جلد کیوں مقید کرنا چاہتے ہو اور کچھ توقف درکار ہے۔ یہ مسئلہ مسلک قلندریہ کے لئے معرض بحث میں آجاتا ہے۔ ہماری تمنائیں تو اسی مسند تجردانہ (ملنگ) پر سرفراز کرنا ہے۔ اس کے بعد خاموش ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں ترک دنیا کے رجحانات و میلانات دیکھ کر مدنیؒ شاہ پیر و مرشد کے قدم بوس ہو کر آہ گریہ و زاری آغاز کر دی۔ اس کے باوجود حضرت قبلہ نے صرف یہی کہہ دیا کہ اچھا تم جو چاہتے ہو کر لو۔ ہماری اجازت ہے۔

اس زمانہ میں خلافت خانقاہ ناندیڑ بڑی درگاہ گاڑی پورہ کا رنگ قلندرانہ عروج پر تھا۔ تصرف ظاہر و باہر تھے۔ اس اجازت نامہ کے بعد سید حکیم امام علی شاہؒ کے اپنے معاملہ مسائل تکمیل کرنے کے بعد شادی ہوگئی۔ یہ منصب خلافت کے عروجی دور کی بات تھی جملہ سلاسل میں سند خلافت عطا ہوگئی اور عوام کا اژدہام صبح تا شام خانقاہ قلعہ کے ارگرد ہو گیا۔ اس

دور میں (۴۰) سال تک امامت مسجد کا دور رہا۔ اور مسلک خلافت کی تبلیغ میں خلافت نامہ جاری ہوا۔ مریدوں کی تعداد بہت ہوگئی۔ دورۂ تبلیغ نلگنڈہ، گورارم، بھونگیر، نارائن پیٹھ، منچریال، سریاپیٹھ، دیگلور (مہاراشٹرا)، بودھن، بانسواڑہ، نظام ساگر ساتھ رہا۔ مستقر نظام آباد پر جناب صاحب ضلع تقی یار جنگ صاحب، ناظم عدالت ضلع (مرزا عباس بیگ) دوم تعلقدار مرزا نبیرہ غالبؒ نسیم مینائی منصف و حافظ غلام حسین صاحب ناظم عدالت وغیرہ بصد واحترام و ادب بعد مغرب تا عشاء یا بعد عشاء ۱۰ ربجے تک فیض صحبت حاصل فرماتے جس میں فارسی، عربی شاعری تصوف پر عالمانہ مباحث ہوتے۔ اکثر مستقر کے صاحب مقام صلحاء مثلاً حضرت کلیم اللہ شاہ صاحب، موٹے مولوی صاحب، حضرت عبدالعزیز صاحب معتکف مسجد حطانی، حضرت الحاج شاہ پیراں صاحب مہتمم مجلس وغیرہ سے ملاقات کا موقع مل جاتا تھا۔

اب سیاسی حالات میں تبدیلی ہوتی رہی۔ من درویش کو سررشتہ تعلیمات پر مامور کروایا تھا۔ عربی، فارسی دینیات کے شعبہ پر ابتدائی تحتانی، وسطانی، فوقانیہ مدارس پر (۱۷) سال کام کیا۔ بعد وظیفہ علیحدہ ہوگیا۔

جب کہ محبوب نگر ہائی اسکول پر مصروف تھا۔ ۵۳ ف حضرت نے تحریر فرمایا کہ تم اب ہوشیار ہی رہو۔ تمہارے تعلق سے احکام وصول ہوگئے ہیں۔ ایک باضابطہ منظم زندگی بعد درویشی خرقہ پوشی کے لئے آمادہ ہوجاؤ۔

اس وقت تک دنیا کے مسائل تھے۔ اب مسلک صوفیاء کے روحانی مسائل تزکیہ نفس کے مراحل سامنے کھڑے ہوگئے۔ اس تگ ودھ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے علوم شرقیہ کامیاب کرلیا۔ سررشتہ تعلیم کی مصروفیات کے بعد اہم اور ضروری ارشادات سے اصلاح فرما کر ایک خلفاء اور معززین کا جلسہ طلب فرما کر خرقہ خلافت و دستار بندی سے مشرف فرما کر مرہون منت فرمایا۔ اس دور کی تاریخ کیا پیش کروں۔ قلم عاجز ہے، ضعف غالب ہے۔ تمام روایات خاندانی و مراسم سجادگی اپنے فرزندان نیک فرجام قاری سید مسعود عالم وایم۔ اے اور

سید مقصود عالم بی۔اے کے سپرد کرتا ہوں۔تاکہ مستقبل قریب میں اپنے مراسم کی آئینی طور پر جلد از جلد تکمیل کر کے یہ نظام اپنے ہاتھوں میں رکھیں۔اب موجودہ صورت حال یہ ہے کہ خلفاء سلسلۂ بہلول جناب محبوب عالم صاحب خلیفہ شیخ حسین صاحب خلیفہ وشریف الحق صاحب خلیفہ وشاہ محمد صاحب خلیفہ و جناب حکیم صاحب خلیفہ و جناب افسر صاحب خلیفہ وغیرہ الحاج شیخ محبوب صاحب صدر خلیفہ وشیخ حاجی صاحب و جناب مرزا عثمان بیگ اہل سلسلہ خلیفہ حسب فہرست کار پرداز رہیں گے۔

تاج بخش ہیں۔تاج گیر نہیں

زر بخش ہیں......زر گیر نہیں

ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے جبکہ سلطنت آصفیہ نواب قمر الدین علی خاں ایک کمانڈر آفیسر افواج کی حیثیت سے حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی دہلی کے آستانہ پر حاضر ہو کر عرض کیا۔حضور میں قلعہ گولکنڈہ کی طرف جارہا ہوں۔آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔میری نصرت فرمایئے اور دعا کیجئے فتوحات نصیب ہوں۔حضور نے فرمایا یہ میرا خط ہمارے خلیفہ نظام الدین اورنگ آباد میں رہتے ہیں پیش کر دو۔سفارش دعا کے لئے انداز ملاحظہ ہو۔ ایمان افروز حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ان الفاظ کو تحریر فرمایا اور ہاتھ میں دے دیا۔

سگی می آید

تانی واستخوانی بہ دھدید

فرمان واجب الادعان لے کر نواب قمر الدین علی خاں دہلی سے اورنگ آباد آستانہ عالیہ پر پہونچ گئے۔دیکھا حضور نظام مصروف خانقاہی نظام ہیں۔بعد فراغت معمولات اشراق مصروف جام صباحی ہیں۔کفش برداروں سے انتہائی عجز سے دریافت فرمایا کہ حضور سے شرف مِلاقات حاصل کرنا ہے تو کوئی خاص توجہ نہیں کی گئی لیکن جب اس بات کا اظہار فرمایا کہ مرشد پاک شاہ کلیم اللہ کے آستانے سے آئے ہوئے ہیں تو فوراً اطلاع دی گئی۔حضور

مصروف ناشتہ تھے، فرمایا کہ اندر بلالو، جلد حاضر کرو۔نواب صاحب تسلیمات قدمبوسی و دست بوسی کے بعد حضرت کا تحریر کردہ خط پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔حضور نظام الدین اولیاء نے بصد احترام یہ خط ایستادہ (کھڑا) ہو کر اپنے ہاتھ میں لیا اور تعظیماً بوسہ دیا اور سر آنکھوں سے لگایا دیکھا اور پڑھا۔اچانک چہرہ کا رنگ بدل گیا۔تعمیل حکم میں سرموفرق نہیں، اپنے با کرامت دستر خوان سے (روٹی ہڈی) عطا کر دی گئی) مروی ہے کہ سات عدد روٹیاں اور ہڈی سے مراد گوشت وغیرہ ایک وقت کی بھیک (بنام پیرو مرشد) حضرت نظام الدینؒ نے سات سلطنتیں عطا کیں۔نہ معلوم ان عطاؤں کا سلسلہ سارے عالم پر کتنے زمانے تک مختلف اوقات مختلف ادوار میں اس سرزمین کے رہنے والے ہندو مسلم سکھ وچین کی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔زمانہ آج تک بھیک کے تخت و تاج کی عوامی افادیت کو آج تک تاریخ سلطنت آصفیہ کے نام سے یاد کرتا ہے۔

حکم ہوا یہ لے لو تمہاری مراد ہے۔نواب بڑے خوش ہو کر آداب بندگی بجالایا اور خوب شکم سیر ہو گئے۔حکم ہوا جاؤ تم فاتحانہ قدم اُٹھاؤ۔نصرتِ الٰہی تمہارے ساتھ ہے۔تاریخ حکومت آصفی کی بنیادیں مستحکم ہوگئیں۔ظاہر ہے کہ سلطنت آصفی کا پرچم (۷) سات حکمرانوں تک لہراتا رہا۔تاریخی حقائق میں انکار کفر ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود — گرچہ از حلقوم می عبداللہ بود

(رومیؒ)

بخاری شریف کی مشہور حدیث اور حدیث قدسی کا خلاصہ ہے۔اولیائی زندگی کا روحانی اثر ید اللّٰہی قوت وطاقت خود ایک مکمل حکومت الٰہیہ ہے۔عقل وخرد کے پیمانے ہمیشہ خالی خالی رہے۔بادہ کشاں میخانہ محمدی ہمیشہ دنیا میں اپنی واحد شخصیتوں کا علم ایستادہ فرمایا اور اُمت کا ہجوم اجتماع سواد اعظم ان کے علم معراج النبی کے زیر سایہ معراج انسانیت کے بلند محیر العقول کارنامے تصرف وکرامات پیش فرمایا اور اپنی نسبت صحیحہ سے دنیا کو انقلابات کا

پیغام سنا دیا۔آج بھی اس دور کی ہولناک ارتداد کے ذہن وفکر کی اکسیر ہدایت ذات گرامی ہے وہی نائبان و پیران طریقت کی دستگیری کے جلوے مختلف منازل میں نظر آتے ہیں۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اس اولیائی صدقات اور بھیک مانگی ہوئی حسین دنیا کی دولت سے اور آخر تک تہذیب وتمدن و مذہب کے بلند میناروں سے صدائے توحید بلند کرتی ہے، آؤ آؤ نغمات توحیدی اور نغمات حرمین سے پھر ایک بار دنیا کو مست و بے خود کر دو۔

اے کہ تیرا وجود ہے رونق بزم کائنات   دونوں جہاں کی عظمتیں ہیں ترے نام کی زکوٰۃ

اخوان الصوفیاء

یہ تمہارا اپنا دین و ایمان تمہاری تہذیب وتمدن خود تمہارے پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ یہ سیاست کے بت تو تمہارے ہاتھوں کے تراشیدہ ہیں، تم ان کے حسن و جمال کو کیا دیکھ رہے ہو۔ایک ناپائیدار دنیا کے لئے اپنی نصرت والی زندگی کی تباہی معاذ اللہ بدترین گناہ، گناہ کی حقیقت، مختصر یہی ہے۔

(دمی بے یاد او ہو دن حرا مست)

آؤ اس عالمی اضطراب میں ایک شمع محبت جلائیں اور آئمہ صوفیاء کی کفش برداری کا عزم راسخ کرلیں دھونی رمائیں۔

خصوصی معمولات

......عرفانی شعاعیں......

حلقہ طالبان حق کے لئے اجازت ہے، ہر عمل اور ہر وظیفہ کے لئے نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنے کی سختی کے ساتھ پابندی، نوافل کا اہتمام ضروری ہے۔اصطلاح صوفیاء میں

قرب نوافل کہتے ہیں۔نماز تہجد ذکر اللہ تعالیٰ بالجہر ۔بعد فجر اشراق تک مختصر تلاوت قرآن شریف (٦) رکعت یا (۴) رکعت اشراق ادا کرنے مختصر معمولات اپنے پر لازم کرے اور چاشت کے (۴) رکعت ادا کرے جب بھی وضو کرے تحیۃ الوضوء (۲) رکعت نماز ادا کرے اور دعا کرے۔(اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر کی توفیق اور شکر ادا کرنے کی مزاج عطا کردے اور عبادت کا نور عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ضروری مسائل نماز اور مشاغل نماز کا مختصر معنی کا تصور رہے اور یہ محسوس کرے کہ میں خدائے ذوالجلال کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔وہ مجھے دیکھ رہا ہے یا میں اُسے دیکھ رہا ہوں اپنا ذہن کا نقشہ یہ تیار ہے کہ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ شَاھِدِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ (اللہ میرے ساتھ) اللہ معی اللہ معی لبیك لبیك (میں تیرے سامنے کھڑا ہوا حاضر خدمت حقیر غلام ہوں جس کا دنیا میں کوئی مونس وغمخوار نہیں۔یہی آیت توجیہ کا مطلب ہے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کا مفہوم اس ذہنی تیاری کے بعد عبادت کا تصور سامنے آجاتا ہے۔حمد وتسبیح وتکبیر وتہلیل میں لذّت روح پیدا ہوتی ہے۔حضرت عارف باللہ سید شاہ امان اللہ حسینی قادری اَنار اللہ مرقدہ کے خصوصی فارسی ارشادات میں بڑے شد ومد کے ساتھ تلقین فرمایا ہے کہ

*

سوغاتِ عاشقاں

وہ سجدہ رُوح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

(اقبالؒ)

کتاب ملفوظ الکرام میں حضرت بہلولؒ نے سند کے ساتھ پیش فرمایا ہے کہ: حضرت عارف باللہ سید شاہ امان اللہ حسینیؒ نے نماز عاشقاں کی تصویر الفاظ میں پیش فرمایا۔

دل راز و عظمت غیر حق پاک و کن بزبان بگوئی
اپنے دل کو غیر حق کی عظمت سے پاک کر دے اور زبان سے یہ الفاظ کہے

الله حاضری الله ناظری لله شاهدی
میرا رب حاضر ہے اللہ میرا ناظر ہے اور شاہد ہے اور میرے ساتھ ہے

اللهسعی لبیك اللهم ربی وسعدیك
تیرا بندہ حقیر حاضر خدمت ہے اے اللہ تو میرا رب ہے

منك والیك
اور نیکی تیری طرف سے اور تیری طرف ہے

حدیث احساں

فرمایا ہے میرے آقا اور مولا روحی فدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مفہوم)

اے نمازی ہوش میں آجا۔ نماز کے معنی سمجھا بھی ہے۔ عبد و رب کے نرم و نازک بندھن میں) دوڑ اور بجلی کی طرح دوڑ۔ جا اور جلد پہونچ جا۔ برزخ کُبریٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اِدھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل۔ خواص اِس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا۔

بشنو بسرعت برخیز. بشنو نماز ہمچناں بگداز خود فانی و باقی باللہ گردانی یعنے کانک تراہ گویا ان چشمان خود مشاہدہ حق می کنی وگرنہ در دھن جمالیات ربانی را ضوفشاں کنی و دالی کہ از ذات بہزار معصیت ایستادہ ام

دل کے کانوں سے سن بہت جلد بیدار ہو جا نماز اس طرح ادا کر خود فنائی ہے اور اللہ باقی ہے یعنی کہ تو اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اگر نہ بھی ہو تو جمال ربانی کے جلوے مسلط و محیط ہے ایک گنہگار کی ہیئت اور درویش کی صدا حالت قیام ہوا

اس ذہنی تیاری کے موقف کا عرفان ہے یعنی سطح ہموار ہوئی (گراؤنڈ) تیار ہوا۔ آیت توجیہ زبان پر آ گئی۔ (اِنِّیْ وَجَّھْتُ الی آخر) زبان پر اسم اعظم جل مجدہٗ آتے آتے ارتعاش نفس فک دہن ہوا۔

منہ جو کھلا تو تکبیر کہتا ہوا اعلان کبریائی کا بُت کدہ عالم و بت کدہ حیات کے اور صنم خانہ تصورات کے چپہ چپہ تک عرش سے فرش تک دھوم مچائی اللہ اکبر۔ اسم تفضیل ہے اکبر کے بمقابل سب کائنات اصغر ہو جاتی۔ توحید، وحدت، احدیت، واحدیت کے ہوش ربا جلوؤں سے کائنات مسخر و مسحور کر دیا۔

سبحان الملک القدوس کیا اجمال ہے کہ کائنات کی جھوٹی عظمتوں کا بھرم کہاں گیا۔ اس مرحلہ میں اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی تکبیر تحریمہ کا آغاز ہوا۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کی عملی تشکیل ہوتی جاتی ہے۔

می فرمایند کہ چوں الحمد للہ۔ گوئی دانی ار د عالم ہیچ کس مستحق حمد نیست و جمیع حمد با اوسزا دار استغراق است کہ از ازل تا ابد استحقاق۔

حمد مراد است کہ ذاتش قدیم است ھُوَ الدَّائِمُ وَھُوَ الْقَیُّوْمُ

بسلسلہ نماز عاشقاں (حصہ دوم)

الحمد اللہ رب العالمین (ربَّ) پالنہار پرورش کرنے والا تصور کنی کہ نیست رب بجز او تعالیٰ۔ ربوبیت اور پرورش کے جتنے مراتب ہیں سب اس کی ذات سے وابستہ ہیں ترزق فی غشَاوَۃ الْجَنِیْن اے انسان تجھے بغیر کسی محنت و ریاضت و ملازمت کے شکم مادر میں بلا

ذریعہ وسیلہ اپنی قدرت وحکمت بالغہ سے تجھے غذا پہونچا تا رہا اور تو شکم مادر سے ایک معینہ مدت کے بعد تولد ہوا تو تیرا زمانہ شیر خوارگی کس محفوظ انداز میں فرمایا اور تو غذاؤں اور ذائقوں کی دنیا میں قدم رکھا بڑا ہوا۔ ہوش سنبھالا اب تجھے یہ فکر ہوئی ہے کہ مجھے رزق کمانا ہے۔ اس چکر میں رزق کے رزاق کو بھول گیا۔ اسی منزل سے ترے کفر کا آغاز ہو گیا۔ تیرا یہ تصور مضبوط ہو جائے کہ ساری کائنات ہژدہ ہزار عالم ومافیہا کا رزق دینے والا ہے۔ اس تمام مخلوق کو روزی دیتے ہوئے صرف تجھے بھول جانے والا ہے۔ کیا ہے تیری احمقی معاذ اللہ۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ کرم و رحمت او ربہ دانی بداں واثق باشی ۔ یہ تیرا ذہن بن جائے کہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ تیرا ذہن رافت و رحمت ولطف کا آئینہ دار بن جائے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ خوف راپیش گیری مشاہدۂ حق کنی۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ گوئی توئی لا معبود الا اللہ لا موجود الا اللہ۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ گوئی حقیقت ملاحظہ کنی لا فاعل الا اللہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ بہ دل راہی طلبی کہ بحق رساند

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ آں راہی خواہ کہ انبیاء اولیاء برفتہ اند یعنی وہ راستہ جس پر انبیاء مرسلین، صدیقین، شہداء، اولیاء، صلحا، عرفاء سواد اعظم یعنی یہی راستہ اہل سنت الجماعت کا ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ نہ آنانکہ از غضب الٰہی مغضوب گشتہ دگمراہ شدہ اند (راہ مشرکانہ) اعدائے رسول

مغز قرآں نند اہل اللہ بس   اندریں رہ کئی رسد ہر بولہوس

(رومیؒ)

اس نماز کی اصلی تصویر میں توحید ربانی ردّ کفر رسالت کے جلوے آخرت کا تصور احتساب کی ترغیب عبادت کا پختہ رنگ، استعانت باللہ کا اعلیٰ مقام (یعنی یہ تصور پختہ ہو جائے

کہ تیرے آستانے پر سر جھکا دیا صرف تیرے نظر کرم کی بات ہے۔صرف تیری توفیق سے یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔صراط مستقیم کا بلند ترین مقام پیش کیا گیا اور اس منزل کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

ہوشیاری سے قدم اٹھاؤ ذراسی لغزش خسران اور گھاٹا ہو جائے گی۔تم ان کے قدموں کے نشانات پر چلنا سیکھو جس طرف تمہارے انبیاء اولیاء اور علماء طریقت نے اپنا رنگ عبادت قدم بندگی رکھا ہے۔

شریعت ایک راستہ ہے۔طریقت اس راستے پر چلنا ہے۔شیخ طریقت سکھلاتا ہے اس کے قدموں میں اپنی زندگی کے لئے مستقبل کو تلاش کر لو،اس راہ کے قدموں کے ہزاروں قافلہ اس کو تھامے ہوئے اس منزل بندگی کی راہوں میں شمع محبت جلاتے ہوئے خارستان حیات کو ''گلزار'' بناتے جاتے ہیں،آؤ اور جلد آؤ،ہماری دعوت توبہ کی آواز سنو،بیدار ہو جاؤ (مشکوٰۃ المصابیح) ورد عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تفترق امتی علیٰ ثلٰث سبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحدة قالوا من ھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔(تفریق ملّت) اور یہ سب سارے جہنم میں داخل ہو جائیں گے سوائے ایک ملت کے۔صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں،فرمایا وہ ہیں جس پر میں اور میرے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے۔

وفی روایة احمد وابی داؤد) عن معاویة رضی اللہ عنہ ثنتان وسبعون فی النار واحدة فی الجنة (وھی الجماعة)۔تحقیق حدیث میں مرشد الامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے۔فرقہ ناجیہ ہے۔اصلاً درداخل دوزخ نشود ہتا مستند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم درحق.......... اور درحقیقت اسی شعور بندگی وانفاسات ذاتی کو معرفت ربانی کی طرف موڑ دیا ہے۔مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔

اسی شان عبدیت میں عرفانِ نفس ہے درحقیقت یہی باب العرفان ہے۔

ارشادات ملفوظات نظام خانقاہی

اصل عبادت معرفت ہے۔ پیران طریقت کے اکابر شیوخ سلاسل طریقت خصوصاً اس عنوان پر عوارف المعارف ایک عملی نظام العمل خانقاہی طالبانِ حق کے لئے پیش فرمایا ہے تاکہ عبادت کے نرم و نازک رشتوں کو مضبوط کرلو تو تعینات کے پردے پر حجابات اُٹھتے جائیں گے۔

عرفت ربی بربی کا مقام جلوہ گاہ شہود پر نمایاں ہوگا۔

ایک معمولی دنیا ہے یہی دین کا کم از کم اتنا جذبہ و شوق بندگی و ذکر دِل کی زندگی کی ضمانت ہے۔

کما قال بعض العارفین و شمائل الأتقیاء ص۲۶۶ فارسی

دل جب مرجاتا ہے تو وہ شہوات اور لذت نفس و ہوا محبت جاہ و مال نام آوری شہرت کا غلام ہوجاتا ہے چنانچہ اس مردہ زمین ناقص میں تخم ریزی اور کاشت نہیں ہوسکتی۔ اس ناقص زمین میں قیمتی (بیج) نہیں ڈالا جاتا ہے اور اپنے نقص باطنی کی وجہ یہ نایاب تخم قبول ہی نہیں کرتی۔ اس میں بارآور پھل دینے والا درخت نہیں ہوسکتا۔

نفس جب مرجاتا ہے مخلوق کی نظر اس سے اُٹھ جاتی ہے۔

قلب جب مرجاتا ہے تو حق کی نظروں سے گرجاتا ہے۔ نفس جب مرجاتا ہے تو تمام اقرباء عزیز آہ و زاری کرتے ہیں۔ دل جب مرجاتا ہے تو اس پر مقرب فرشتوں کی جماعت روتی ہے۔ نفس جب مرجاتا ہے احباب اقرباء دور ہوجاتے ہیں، قلب جب مرجاتا ہے دور ہوجاتا ہے خدا مہربان کی نظروں سے، نفس جب مرجاتا ہے تو اس کا مال چلا جاتا ہے۔ (تجوری کی کنجیاں دوسرے ہاتھ) قلب جب مرجاتا ہے تو ایمان چلا جاتا ہے۔

حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ نے قدیم ملفوظات قدسی میں طالبانِ حق کے لئے متفقہ اصلاحی عمل پیش کیا ہے۔ اے کاش یہ تمام نقشے میدان طریقت کے لیل و نہار ہماری زندگی کا لازمی نتیجہ ہوجاتا۔

ارشادِ مُرشد

اس مقصد عظیمہ کے حصول کے لئے طریقت کے شام و سحر تمام فرائض پنجگانہ و سنتیں نبویہ و تسبیحات کی فہرست مثلاً نماز تہجد (۱۲) رکعتیں یا آٹھ رکعتیں نماز اشراق ۶ تا ۴ رکعت چاشت کی ۶ رکعت (بعد مغرب)

اوّابین کے (۶) رکعت صلوٰۃ تسبیح میں ایام بیض ہر چاند کی ۱۳/ ۱۴ ا کے نفل روزے (۶) روزے ماہ شوال کے (۹) روزے ذی الحجہ کے عاشورہ کے (۸) روزے اسی طرح ماہ رجب و شعبان کی پہلی کا روزہ، فرض روزہ رمضان کے علیحدہ مقام میں دل کی زندگی کا واحد علاج، تلاوت قرآن کم از کم چالیس دن میں ایک قرآن ختم کرے۔

فجر درمیان سنت و فرض ۴۱ بار سورۂ فاتحہ (بسم اللہ کی میم سے ملا کر پڑھے) بعد فرض (۱۰) بار کلمہ چہارم، استغفار (۱۰۰) بار لاحول ایک بار کلمہ طیب (۴) بار یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ (۱۰۰) بار۔

ظہر کلمہ طیبہ (۱۰۰) بار درود شریف (۱۱) بار اَللّٰہُ الصَّمَدُ (۲۱) بار

خصوصی عملیات کی خاندانی طریقہ خواندگی اور اجازت علیحدہ دی جاتی ہے۔ مثلاً حزب البحر حزب الاعظم وغیرہ۔

نماز عصر بعد فرض سورہ عَمَّ یَتَسَآلُوْنَ، آیۃ کریمہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ) آخر تک (۱۰۰) بار۔

نماز مغرب کلمہ طیبہ (۱۰۰) بار اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ (۱۵ ا بار)

نماز عشاء (سورہ سجدہ سورۂ مُلک) کلمہ طیب (۱۰) بار درود و استغفار (۱۰) بار۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ (۱۱) بار۔ ایک روزنامچہ بنایا جائے ورنہ یہ سب اسی کتاب میں رہیں گے۔ تمہارے فائدہ کی بات یہ ہے کہ ایک نسخہ حیات کا سختی کے ساتھ عمل کرو اور یقین پیدا کرو۔ آج کی مصروف زندگی کے لئے مسلسل چلّوں اور ترک کاروبار کی

بات مہلک اور نا قابل عمل ہے ۔گوشہ نشینی اور عزلت مرداں خدا کی خصوصی منزلیں یہی عوام کے لئے جس قدر حکم شریعت ہے اس کی تکمیل خود معراج مسلمانی ہے ۔ذکر اللہ کے کامل طریقے دوسرے مقام پر بصراحت موجود ہیں ۔تمام چیزیں عرفانی، وجدانی، ایقانی، قرآنی کا ایک سمندر کوزہ میں بھرنے کی سعی تو کر دی گئی ہے یہ کوزہ سے پھر پانی جب اُلٹ دیا جاتا ہے اس کی روانی کا سمندر کی ہولناکی موجوں سے جا ملتا ہے ۔

اس کے بعد اگر کوئی مسائل کی گتھیاں تصّوف کے رموز و معارف کے ذخائر کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ سارے وسائل و ذرائع موجود ہیں ۔

سب سے بڑی بات پختہ علم، پختہ عمل، پختہ ارادہ، ریاضت اور روقت اور طلب کی وسعتوں، اور اپنے گریباں کی وسعتوں پر غور کرتا ہے ۔اس مختصر سے صفحات پر مشتمل راہوں سے آگے بڑھتا ہے تو انشاءاللہ بشرطِ طلب صادق وقت وصحت نا اُمیدی نہیں ۔ترک لذت، ترک ذائق، ترکِ ماحول کی ہمت ہو تو ایک چلہ، دو چلہ وقت فارغ کر وان شاء اللہ تعالیٰ موقعہ نصیب ہو گا ۔

مولا طلبی رو بر ہے عشق نظامیؔ

العشق ہواللہ ہواللہ ہواللہ

(سینۂ گنجینہ انوار وحی) اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ، شرح صدر کے معجز نشاں خورشید رسالت کے انوار سے صحابہ کرام اور اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے سینوں کو مُنّور کیا اور صحابہ کے سینہ سے شرح صدر کا صدقہ اولیاء اُمت کو پہونچایا ہے ۔ اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِیۡ اُمَّتِهٖ کے مصداق کما قال شیخنا (غوث الاعظمؒ) ارتفعت سورۃ النبوۃ ومعناھا باق الیٰ یوم القیامۃ ۔قیامت تک آنے والی نسل کے لئے انوار قرآن صوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم آفواہ رجال اللہ سے و طالبان حق کی تشنگی معرفت کے ساغر حیات پہونچ رہے ہیں ۔

گماں مبر کہ بیاباں رسید کارِ مغاں — ہنوز بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است
(اقبالؒ)

انگور کی بیل جب تک پھیلتی رہے گی بیل انگور کے پھل دینے والی رہے گی۔ مئ انگور سے شراب مئے میخانہ نئے دینے والے نئے پلانے والوں کو ساغرِ حیات پلاتے رہیں گے۔ شریعت معرفت کی قدیم بھٹی اپنے میخانہ بدل بدل کر مختلف مزاجوں کے لحاظ مختلف ماحول میں جرعاتِ سوز و گداز عشق جاری کر دیا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ عِلّت ہائے ما

یہ ہے مختصر رنگ عاشقاں وصلوٰۃ عاشقاں معراج العاشقین ہزاروں صفحات پر مبنی خلفائے طریقت وعلماء حقانی نے اپنے نقوش علمی تربیتی اسباق پیش فرمایا ہے۔ اندازہ تو کم از کم ہو گیا ہے۔ جس طریقت پر شریعت کی مہر صداقت ثبت نہیں وہ زندقہ و باطلا ہے۔

مشائخ کا یہ فیصلہ دلنواز — شریعت وضو سے طریقت نماز

جس نقش ارتقاء اور تعویذ قرب کی دنیا متلاشی ہے اسی باضابطہ منظورہ نقشہ ارتقاء روحانی (قرب الٰہی۔ مقام سجدہ) ہے اور یہ خود آیت سجدہ بن گئی ہے۔ خدائے قدوس وہ بھی دن جلد دکھائے کہ خانقاہوں کی مقدس ماحول سے احیاء دین کے لئے جماعتیں تیار ہوں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں کلمہ کا راز اور دعوت توحید و رسالت کی چرچا ہو جائے اور ہر جماعت طریقت باہمہ گیر اخلاص ومحبت عشق کی سچی تصویریں بن جائے اور کلمات اللہ کو بلند کرے۔ جملہ سلاسل طریقت نے جس تعلیمات کو پیش فرمایا ہے وہ قرآن وحدیث کا خلاصہ اور مکمل درس عمل ہے۔ اب ایک دوسرے کا احترام اور مقصد کے لئے جدو جہد جاری رکھے۔ پیرانِ طریقت کا عام اور ادب واحترام جزو ایمان ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

*

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○

(سورۃ توبہ، آیت ۱۱۹)

اَلشَّجَرَۃُ الصَّابِرِیَہ السَّالِکِیَّہُ

ہاتھ پھیلائے ہیں یا رب اب دُعا کے واسطے
کھول دے رحمت کے دروازے عطا کے واسطے

چشم گریاں مضطرب دل التجا کے واسطے
سر بسجدہ ہوں حصولِ مدعا کے واسطے

نور ایماں بخش دے یا رب لقا کے واسطے
عام بخشش ہے تری شاہ و گدا کے واسطے

فضل و رحمت کر محمد مصطفی کے واسطے
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے

حضرت خواجہ حسن بصری کا صدقہ اے خدا
رکھ مجھے ثابت قدم اپنی رضا کے واسطے

اور حضرت عبد واحد شاہ فضیل بن عیاض
خواجہ ابراہیم ادھم رہنما کے واسطے

شہ حذیفہ مرعشی و بو ہبیرہ کے لئے
شاہ علو شمشاد و شاہ اولیاء کے واسطے

شہ ابو اسحاق شامی خواجہ احمد پیشوا
اور حضرت شاہ محمد مقتدیٰ کے واسطے

صدقہ کو یوسف و شاہ مودود چشتی کے طفیل
مقتدیٰ حاجی شریف الاولیاء کے واسطے

خواجۂ عثمانِ ہارونی کے صدقے سے خدا
میرا ہر اک کام ہو تیری رضا کے واسطے

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے لئے
خواجہ قطب الدین قطب الاولیاء کے واسطے

طالبِ عرفاں ہوں تیری معرفت درکار ہے
شہ فریدالدین شکر گنج خدا کے واسطے

حضرت خواجہ علاء الدین شاہ کلیری
خواجہ شمس الدین شمس الاولیاء کے واسطے

ہر گھڑی چھایا رہے دل پہ تیرا رُعب و جلال
شہ جلال الدین کبیرالاولیاء کے واسطے

بہر شاہ عبد حق و عارف احمد کے لئے
شہ محمد عارف الحق باصفا کے واسطے

قطب عالم عبد قدوس و جلال الدین شاہ
شہ نظام الدین بلخی پیشوا کے واسطے

دے سعادت دین و دنیا کی بحقِ بو سعیدؒ
شیخ صادق شیخ داؤد اولیاء کے واسطے

شاہ شاہاں بو معالی اور میراں شاہ بھیک
سید عالم مُحبِّ مصطفیٰ کے واسطے

سید اعظم حافظ موسیٰ کے صدقے میں خدا
شہ معین الدین خاموش اولیاء کے واسطے

حضرت مظہر علی شاہ اور کوڑے شاہ میاں
حاجی عبدالصمد صوفی شاہا کے واسطے

حضرت حاجی و صادق ذاکرؔ خفی و جلی
ہو کرم تیرا جمیع اصفیاء کے واسطے

حضرت حاجی و قاری سالکؔ راہِ یقیں
معاف فرما سید بدرالدجیٰ کے واسطے

جو پڑھیں شجرہ یا دیویں غیر کو یا خود رکھیں
بخش دے سب کو امام الاصفیاء کے واسطے

یہ کفش بردار شہ محمودؒ عالم ہے خطیبؔ
رحم فرما شافع روز جزا کے واسطے

دستگیری کر مریدانِ پریشان حال کی
یا الٰہی خواجگانِ چشتیہ کے واسطے

☆

ضروری یادداشت

چودہ۱۴ خانوادے کی تفصیل

پانچ خانوادے حضرت عبدالواحد بن زیدؒ۔
زیدیہ۔عیاضیہ۔ادہمیہ۔ہبیریہ اور چشتیہ۔
نو خانوادے۔خواجہ حبیب عجمی۔حبیبہ۔طیفوریہ۔کرخیہ۔سقطیہ
جنیدیہ۔کازدونیہ۔طوسیہ۔فردوسیہ۔سہروردیہ
”قیاس کن زگلستان من بہار مرا“

*

قبلہ

تمام اُمتوں اور انبیاء کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ فخر موجودات حضور روحی فدا اُمّی و ابی مسجد ذوالقبلتین میں مصروف نماز ہیں ایک خاص رنگ نماز تھا تکبیر تحریمہ کے وقت میرے آقا کی آنکھوں نے سمت آسماں نہ جانے کیا کہہ دیا۔ چشم زدن میں (پلک جھپک) درمیان نماز میں وحی آ گئی حکم ہوا کہ ہم نے آپ کی مرضی کو پہچان لیا۔ اسی نماز کے دو حصے سمت بیت المقدس سے آغاز اور سمت کعبہ پر اختتام ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عظمت کا تو یہ مقام ہے لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمْ ۔

اگر آپ کا وجود گرامی نہ ہوتا یہ موجودات کے مناظر کا پتہ ہی نہ ہوتا۔ آپ کے انداز طلب اور حسن طلب کو ہم جان گئے لو اپنا رخ بدل دو۔ اسی نماز میں نماز کا دوسرا حصہ خانہ کعبہ کی سمت اپنا رخ بدل دیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ ایک اشارۂ چشم کی خاموشی کے کائنات عالم میں ایک ذہنی انقلاب لایا، عین حالت نماز میں تحویل قبلہ پر عمل جاری ہوگیا۔

یہ ایک راز محبت رسول کا اتباع رسول کا عملی اقدام جس طرف سمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرے اور رخ بدلا کائنات عالم کا رخ بدل گیا، جس سمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اُس سمت ساری خدائی ہے۔ مُصلیوں میں امام کی اقتداء مسئلہ بن گیا جو اصحاب امامت کی صحیح اقتدا کیا ان کی نماز ہوگئی اور جو اصحاب سمت کعبہ (نیا قبلہ محمدی) سے انکار کیا ان کے اتباع اور بغض و عناد کا پول کھل گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ سے انکار کرنے والا اسلام کے حدود سے باہر ہوگیا۔

از طفیل تو کعبہ شد قبلہ   پیش ازیں ورنہ بود بت خانہ

یہ کعبہ تو ایک بت خانہ اور عبادت گھر تھا۔ یہ عزت و عظمت قبلہ تو عظمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی۔ اس لئے اہل محبت حضور کو کعبہ کا کعبہ سمجھتے ہیں۔ امیر خسرو کا عاشقانہ انداز سُنئے ۔

ہر قوم راست راہے دین وقبلہ گاہی　　　من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہی

ہر قوم اپنا ایک معیار قبلہ رکھتی ہے۔لیکن میرا قبلہ میں نے ایک کج کلاہ کی طرف درست کرلیا ہے جس وقت یہ خسرو شعر فرما رہے تھے،حضرت محبوب الٰہی اپنے کلاہ تاج تیڑھی یا تکی سر پر اوڑھے ہوئے تھے تو خسرو نے اعلان کر دیا یہ ایک حسین نورانی صورت ہے جس کے سر پر تیڑھی یا تکی تاج زیب سر ہے یہی میرا قبلہ ہے مقام عشق کی بات ہے ثبوت دلیل کی محتاج نہیں۔

عارفِ رُومیؒ۔قبلہ کی ذہنی تصویر

قبلہ شاہاں بود تاج وکمر　　　قبلہ ارباب دنیا سیم وزر

(خریداران دنیا) یعنی سیاستمدنی ہلکی جس کا مرکز اور نشان بادشاہی تاج اور کمر بستہ زرین اور سرمایہ دارانہ نظام سیم وزر ایک قبلہ محترم ہے۔

اسی طرح توجہ کے مختلف النوع منازل صورت پرستی معنیٰ شناسی یہ زہد وتقویٰ کے حسین محراب۔اور یہ بدکاری کے مراکز اور تن پروری یہ خواب وخورش،یہ عقل ودانش کے بت سنگین اور عاشقان شمع ازلی کے پروانے عرفان جمال الٰہی کے دیوانے یہ اہل سلوک کے منازل تجرد وتفرید۔غرض کہ یہ سب نظام ایک مرکز توجہ جن کا نام قبلہ ہے ایک لازمی وابستگی کا نتیجہ ہے، سمجھے۔

حضرت قبلہ!!!

اگر عمر کے آخری دور میں بھی اِس حقیقت کا انکار رہے گا تو دنیا سے ایمان سے اُٹھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ایسے غیر قبلہ ایمان کی کوئی ضمانت نہیں۔

*

ہارونَ اخُلُفْنِی

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو حکم ہوا ہمارے کلیم (اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ) فرعون کی طرف جایئے کیوں کہ وہ دعویٰ انا کا مرتکب ہوگیا ہے، حالانکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ایک بے سروسامان فرد ساری چھوٹی اقتدار کے محاذ کے طرف اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب پیشِ نظر نہیں رکھتا ہوا کمر بستہ ہوجاتا ہے۔ دبی آواز میں عرض کیا کہ مالک میرے بھائی ہارون کو میرے فرائض ِخلافت انجام دینے کے اہل بنادے اور میرے ساتھ کردے۔اس وجہ سے کہ اس دین کے اُمور میں اپنی فطری صلاحیت زیاں آوری اور زوربیانی سے ماحول پر چھا جائے اور لاجواب کردے۔حکم ہوا کہ چلو تمہاری مرضی ہے تو ساتھ لے لو مناظرہ کامیاب ہوجائے گا اور میری نصرت غیبی حول وقوت تمہارے ساتھ رہے گی۔تاریخ انبیائی کا مستند باب ہے۔یہاں صرف ہمارا استدلال ہے اور اشارہ و اجمال ہے۔ہمارا مقصد تحریر یہ ہے کہ سلسلہ خلافت بلاخوف تردید صحیح ہے۔لیکن یہ خلافت خلیفۃ اللّٰہی نظام مسنونہ ہے یعنی سنت انبیاء علیہ السلام ہے۔آدمی جس درجہ بے سروسامان ہوتا ہے اس کا تعلق مطمح نظر ذات خداوندی اور مطیع اللہ کی منزل سے وابستہ ہوجاتا ہے۔

اولیاء اُمت جو دراصل نائبان انبیاء ہیں۔کوئی ظاہری وجاہت نہیں، کوئی اقتدار کی بھیک نہیں بلکہ اپنا تعلق مولیٰ تعالیٰ سے جوڑ لیا ہے اس دنیا کی ساری سیاسی زندگی بھاری ہے۔

دارا وسکندر سے وہ فقیر اچھا ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

تاریخ اولیاء کے صفحات اور عنوان درویشی سے (نعرہ اللہُ اللہُ) آج بھی مستی نوا سروں میں (گوش شنوا) یعنی سماعت کے پردوں سے ٹکراتے ہوئے انسانیت کو جھنجوڑتے ہیں۔اے مست دنیا۔مست ِمولیٰ بن جا۔تیرا بہت مقام ہے۔یعنی اس سے بڑھ کر اور کوئی باعزت مقام ہی نہیں ہے۔

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد — نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

یہ سلسلہ جنونِ محمدی اور میخانہ عشق رسول عربی (دیوان گاں) حلقہ طریقت صبغۃ اللہ عالم ولایۃ کے باعظمت آسماں کے تارے (اُفق) فقیری سے دھرتی کے ماتھے پر درخشندہ تر آثار رحمت الٰہی کے مسکراتے ہوئے پُر پیچ شکن اُبھرے اور اہل اللہ (نظر بازوں) کے لئے امتزاج رنگ و بو بادۂ حیات کے مرتعش ساغر جھلکتے ہوئے پیمانہ لبالب، لب ریز، لب سوز، لب بند، میخاروں، مئے گساروں ازل کے لئے بادۂ گلفام شراب ارغواں معرفت الٰہی کا جرعہ حیات اور تذکرہ آب حیات خضری پیش کرتا ہے۔ تاکہ محفل حیات کی کوئی بھی شئے اور کوئی بھی فرد بغیر مستی ذکر الٰہی اپنی لمحات حیات کو اجیرن نہ بنالے۔ اس لئے کہ بغیر گرمی مستی حیات رونق حیات نہیں۔ کسی اپنے خاص مونڈھ میں میرؔ نے مقطع پیش کیا تھا ؎

سخت کافر تھا جیسے پہلے میرؔ — مذہب عشق اختیار کیا

یہ ایام حیات اور کارزار ہستی اور ہنگامہ آرائی چمنستان وجود اصل میں چودھویں صدی کے شام وسحر زہر ہلاہل ہوجائے گی۔ آؤ اور مستوں کی زندگی اختیار کرو، حیات کی تلخیاں کم کرنے کے لئے بغیر اس کے کوئی مسیحا نہیں اکسیر نہیں۔ صدیوں سے اس رازِ حیات کو پیش کرنے والے اولیاء اُمت جن کو کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ کا مقام اعجاز حاصل ہے، ان دیوانوں کی مجلس میں داخلہ لے لو جہاں پہلے قدم پر عقل وخرد کو قربان کردینا پڑا ہے۔ عشق ومحبت کی بانسری (ذکر ھو حق) کی مسلسل کیف وسرور ولذّت کا خوگر بن جاتا ہے۔

*

(ملفوظاتِ فارسی) حضرت بہلول کا خلاصہ

مختصر یادداشت

منزل لاہوت	منزل جبروت	منزل ملکوت	منزل ناسوت

منزل ناسوت	مقام اول توبہ	(الشریعہ اقوالی)
	مقام دوم زھد	
	مقام سوم ذکر	
مقام ملکوت	مقام توکل	(والطریقۃ افعالی)
	مقام قناعت	
	مقام خلوت	
منزل جبروت	مقام مراقبہ	(الحقیقہ احوالی)
	مقام توجہ	
منزل لاہوت	مقام صُوری	(المعرفۃ سرّی)

مقامِ رضا

الشریعۃ کالسفینۃ ۔ کشتی ۔سفینہ

والطریقۃ کالبحر ۔ سمندر

والحقیقۃ کَالصَّدف ۔ سیپ

والمعرفۃ کَالدُّرِ ۔ موتی ۔یغوص البحر من طلب الالی

موتی کا طلب گار سطح آب سے اندر گہرائی میں اپنا منہ بند کر کے سانس روک کر سمندر

کی تہہ تک جاتا ہے۔ بطنِ سمندر سے موتی ملتا ہے۔ ساحل کی سیر والے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ منظر پرست ہے۔ (اللہ نور السموات والارض) (س نور پ ۱۸)

دو عالم کا وجود اس ذات سے جان | بھی اُن کی دائمی اوس ذات سے مان
نہ آوے ذہن میں اس کا تصوّر | نہ پاوے غیر اس کو اے برادر
ہے عالم کے خیال وہم سے دور | زمین و آسماں وہم سے دور
عالم را وجود از اُوست | وقیام عالم باوست

من اللہ	مع اللہ	باللہ
ہمہ اوست	از اوست	یا اوست

یہ تمام قانون تصوف کے دفعات میں ان فنی اصطلاحات کے الفاظ اور تعریفات زبانی یاد کر کے بولنے کے قابل ہو جانے سے تکمیل سلوک نہیں ہو سکتی بلکہ صرف خوب بولنا آجائے گا۔ آدمی منطقی ہو جائے گا اِس قیل وقال سے منزل کے تصورات اور نقشہ نویسی ہو جائے گی۔ اسے زندگی کے حسین ذہنی زماں ومکاں تک محدود ہو کر رہ جائیں گے۔ منزل سے کوئی تعلق نہیں بلکہ علم نبوت وعلم رجال اللہ کے ساتھ ساتھ مزاج نبوت اصل منزل ہے۔

قال را بگذار مرد حال شو | پیش مردے کاملے پامال شو
بہ فخر بے قدر کُند سلطنت عالم را | ہوسِ ملک ندارد پسر ادھم را

کہاں عزت نفس کے حسین جلوے کہاں نام آوری اور شہرت کے بت اصنام آذری کے بلند مینار اور کہاں سیاست کے کیڑے مکوڑے اور کہاں شہباں بے کمر وخسروان بے کلاہ ہند۔ ان کا خصوصی نظام العمل سفر ہے۔

پیر (پاؤں کا سفر۔ دل کا سفر۔ ہمت کا سفر۔ طلب دید میں سفر فنائے انفس میں سفر۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سالہا باید کہ

وراثت انبیاء علیہم السلام (تذکرہ اولیاء فارسی)

ایک بڑا دلچسپ اور لطیف استدلال

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کہتے ہیں کہ ہم وارث ہیں جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن فقراء کہتے ہیں کہ وراثت انبیاء تو اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے۔

(فقیرانہ شام وسحر) میدان فقر کی ہولناک زندگی اعتصام باللہ۔

سفر درویشی۔ ہجرت، مجاہدات، حق طلبی، زاد آخرت، رضا الٰہی جیسی برگزیدہ صفات جلیلہ کو ہمارے گروہ نے حاصل کیا۔ اخلاق محمدی کی جیتی جاگتی تصویر بنے رہے اور ہزار معاشی صلاحیتوں کے باوجود فقر کو اختیار کیا، اضطرار نہیں بلکہ اختیاری امر ہے۔

یہ وقت کے اسیر نہیں تھے بلکہ وقت اِن کا اسیر تھا (غلام تھا) ترکِ لذّات ذوق و شوق بندگی، خِلوت عزلت نشینی ہمالیہ کی بلندی سے راج کماری تک اپنے عظمت کے سکّے ذہن انسانی پر قائم کرنے والے اولیاء کرام میں بیابانوں کی خاموش فضاؤں میں کھنڈروں اور غیر آباد علاقوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا لہرا دینے والے ہیں۔ فی الحقیقت وارث انبیاء ہیں (زینت محراب ومنبر کیا جانے) تمام سارے پیغمبروں کی سنت کو فقراء اُمت نے زندہ رکھا ہے۔ تاریخ انبیاء کی عظمت تحفظ کا جینا مرنا ہے پھر ایک بار امیرؔ کا شعر گنگنایئے تو مزا آجائے گا۔

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد　　　نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

*

عملیاتِ قرآنی

قرآن حکیم کی جملہ آیات (٦٦٦٦) میں ہو سکے تو یہ شعر شاید کام آئے ؎

آیت قرآں کو خوب و دلکش است　　　　شتہزار و شتصد و شت است

بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی ایک آیت شریفہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے نام جو دعوت نامہ اسلام روانہ فرمایا تھا وہ قرآن میں موجود ہے اس دعوت نامہ کا سرنامہ یہی آیت متبرکہ ہے جس کے فضائل میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کتاب جواہر غیبی فارسی صفحہ (٦٠٠) (٦) جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ہے جس میں تمام وظائف اور اوراد عملی تفصیلات ہیں۔ عمل دراصل قرآن کریم کی وابستگی اور حقیقی ربط علم و عمل زہد و تقویٰ کا بلند ترین منصب جلیلہ ہے۔

یہ منصب جلیل ملا جس کو مل گیا　　　　ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن نہیں

حدیث قدسی: وہ خوش نصیب انسان جس کے متعلق احادیث شریفہ میں بشارت ہے کہ جب میرا بندہ اپنے محبوب مشاغل میری مرضی کے لئے چھوڑ دینے پر قدم اُٹھاتا ہے میرے قرب کی منزل میں قدم رکھتا ہے اور نوافل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے تو میری طرف سے یہ اعلان ہے کہ میں بھی اِس بندہ کی سماعت ہو جاتا ہوں اور بصارت ہو جاتا ہوں اور زبان ہو جاتا ہوں۔

اُمہات صفات (بَصِیْرٌ، سَمِیْعٌ، قَدِیْرٌ، کَلِیْمٌ، عَلِیْمٌ) کی روحانی طاقتیں اور روحانی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان اعجازی قوتوں کا اجراء ہو جاتا ہے۔ اِس اندرونی فضائل کی روشنی زہد و تقویٰ کی منزل میں یہ سارے عملیات اور اس کا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اعضاء و جوارح پر ایک طاقت محسوس ہوتی ہے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
(اقبالؒ)

یہ ایک مختصر پیش لفظ اور عنوان عملیات ہے۔اس رنگ بندگی کا گہرا اثر جب ظاہر ہوتا ہے قرآن کریم کی ایک ایک آیت اکسیر ہے۔ ردِّ بلا ہے شافی امراض ہے۔ فِیْہِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ کی سند عملیات مل جاتی ہے۔ یہ آدمی مستند عامل ہو جاتا ہے اور فتوحات و فیضان کے سر چشمے پھوٹتے ہیں۔ شفاء کے نقشہ بدل جاتے ہیں۔ اب واقعی صرف بسم اللہ شریف اس حکیم وقدیر کے خزانے کی چابی (کنجی) بن جاتا ہے۔ اب ہمارے پاس تو معلومات کا ایثار (ذخیرہ) عملیات موجود ہو تحریری طور پر قدیم نقوش موجود بھی ہوں تو ہم اکثر نا کام ہو جاتے ہیں اس لئے عملیات کی روح (اثر) ایک ملکوتی صفات اور پاکیزہ ترین زندگی ہے۔ یہ رٹے ہوئے چند الفاظ سے کچھ کام نہیں چل سکتا۔ قرآنی خزانوں کی ہر آیت بغیر بسم اللہ کی کنجی کے کھل نہیں سکتی اس لئے ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کی جائے فتح کی بشارت ہے۔

(نوٹ چند ایسے ہی کام جس پر بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی، مثلاً دوا کے استعمال، بُرے کام کی ابتداء، میّت کے کسی کام پر تجہیز و تکفین میّت وغیرہ)

بسم اللہ شریف۔ سوا لاکھ کا ایک چھلہ پڑھے اس کے بعد ہر روز (۷۸۶) بار بلا ناغہ جاری رکھے عددی نقش مجرب زود اثر ہے۔

۷۸۶
مثلث عددی

۲۶۵	۲۵۸	۲۶۳
۲۶۰	۲۶۲	۲۶۴
۲۶۱	۲۶۶	۲۵۹

ملفوظی نقش مربع
مختلف امراض بے قاعدگی ایام اولاد۔ بڑے بچے سب کے لئے

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
الرحیم	الرحمن	اللہ	بسم
اللہ	بسم	الرحیم	الرحمن
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ

چینیوں پر زعفران سے تحریر کر کے پلاؤ (۷) دن (۹) دن (۱۱) دن (الحمد اللہ شریف)

منقول دلیل العارفین

ملفوظات غریب نوازؒ

ارشاد ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید کے تمام سورتوں کے نام رکھے ہیں۔سورۃ الفاتحہ کے سات نام ہیں۔فاتحۃ الکتاب

دوم۔ سبع مثانی	سوم۔ ام الکتاب
چہارم۔ اُم القرآن	پنجم۔ سورۃ معرفت
ششم۔ سورۃ رحمت	ھفتم۔سورۃ الکثیر

خصوصی اور اہم معلومات یہ ہیں:

کہ (سات حروف) میں جو اس سورۃ میں نہیں آئے اول (ت) اس لئے کہ پڑھنے والے کو بشور بلاؤں ومصائب سے نجات۔دوم (ج) نہیں ہے کہ ج جہنم کا حروف تلاوت کرنے والے کو جہنم سے نجات سوم (ز) زقوم جہنمیوں کی غذا ہے جہنم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔چہارم (ش) شقاوت (بدنصیبی) سے کام نہیں ہے۔پنجم (ظ) ظلمت واندھیری سے دور۔ششم (ف) فراق اور جدائی سے دور۔ہفتم (خ) ذلت وخواری سے امان مل جاتی ہے۔

اِس سورت میں سات آیات ہیں (انسان کے جسم میں سات اعضاء ہیں) اندام ہیں جو شخص سات آیتوں کو پڑھے اور وظیفہ بنالے۔سات طبقات جہنم سے آزاد۔ہمارے مشائخ کبار صوفیاء نے بطور خاص اس سورۃ کو پڑھنے کی اجازت دی ہے۔نماز فجر سے پہلے سنت وفرض کے درمیان ۴۸ یا (۴۱) بار بسم اللہ سے ملا کر پڑھنے کی عادت بنالے۔تمام دن کی عملی زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی وفتوح شفاء امراض۔

بسلسلہ سابق

الحمد اللہ علی کل حال، ہر حالت میں اللہ پاک کی تعریف اور حمد ہے۔(رَبُّ، صبح وشام یَا ربُّ یَا ربُّ) اپنے نام کے عدد نکال کر ربُّ کے اعداد اس میں شامل کر کے کم از کم وظیفہ بنالے۔ اگر واقعی زنجیر ربوبیت کو ہلانا ہی ٹھہرا تو سوا لاکھ بار ہفتہ عشرہ میں مسلسل پڑھ لیا جائے بجائے خود ایک تسخیر خلائق ہے۔

ملفوظات وارشادات میں درج ہے کہ حضرت شاہ خاموشؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بحالت سجدہ (۲۱) بار (سبحان ربی الاعلیٰ) جاری رکھے شعر درج ہے ؎

رحمت حق بہانمی جوید　　　رحمت حق بہانمی جوید

اس کی شان رحمن ورحیمی ہے کہ اپنے (سیاہ کار) بندوں کی مغفرت کے لئے نت نئے انداز تلاش کرتی ہے۔ مالک یوم الدین کا وظیفہ بڑا غالب ہے۔ مالک کہتے ہیں کہ یہ بات سامنے آجاتی ہے۔ یہ ناچیز بندہ اس کی ملک ہے جو بالکلیہ مالک حقیقی کے حکم پر لیل ونہار کی طرح پابند حکم ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یہ بڑا خاص مطالبہ ہے جو ایک بندہ کی جانب سے درخواست ہے۔ حضرت سید شاہ امان اللہ حسینیؒ نے اپنے ایک عقیدت مند کی حالت زار کو دیکھ کر وظیفہ لکھوادیا۔ وہ بیچارہ خوب پڑھا اور تھک گیا۔ مگر تھا بہت ہی ہشیار اور منطقی حاضر آستانہ ہو کر عرض کیا۔ یا امان اللہ اس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ نہ میں نے عبادت کیا ہے نہ بندگی۔ یہ تو آپ بزرگوں کے لئے ہی موزوں ہے۔ اس لئے کہ آپ عبادت گذار شب بیدار ذاکر مشاغل رہتے ہیں۔ یہ آیت شریفہ آپ ہی کے زبان مبارک کا معروضہ ہوسکتی ہے۔ میرا معاملہ تو ایک خودغرض آدمی کا ہے۔ اس کی روحانی تجلی سے میرے دل کی روشنی نہیں ہوسکتی۔ میں بے بضاعت تاجر کی طرح ہوں، کوئی سرمایہ عمل نہیں جو پونجی حاصل کروں ؎

اے تہی دست رفتہ در بازار　　　ترسمت پر نیاوری ستار

(سعدیؒ)

یعنی جیب خالی انسان جو بازار کی جانب چلا ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ تو اپنے دستار خریطہ (تھیلا) بھر کر واپس نہیں ہو سکتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ درخواست مکمل ہے کہ ہم کو سیدھی راہ پر گامزن فرمادے۔ اِس منزل میں یَااللّٰهُ یَاهَادِیُ معرکۃ الاوراد صبح وشام جاری کردے تاکہ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی تاجداران روحانیت، انبیاء کرام وشہیدانِ ملّت کی حیات ابدی کا لبریز ساغر زندگی تیرے خشک لبوں میں نمی اور تری پیدا کردے اور اس کی دائمی لذت سے اور مسرور ہو جائے۔

مختصر اعمال وظائف قرآنی

اس لئے اس فن شریف عملیات کے فارسی عربی اردو ذخائر موجود ہیں۔ حضرت مظفر علی شاہ صاحبؒ کی جوہر غیبی (۶۰۰) صفحات کی کتاب ہے تحقیقاتی ماہرانہ انداز میں درج ہے۔

(مختصر نوٹ) نظامیہ چشتیہ

ضیاء القلوب حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہ

قاضی مظہر ظاہر خلیفہ شاہمدارؒ کو چشتیہ میں اجازت ہے۔ برادر سید اجمل سے اور ان کو سید جلال الدین بخاریؒ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور اُن کو خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے اور ان کو سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محمد بن احمد بدایونی سے اور اُن کو خواجہ فرید الدین شکر گنج کو سرور کائنات ﷺ تک پچھلے صفحہ پر جو اسماء الٰہی کی صراحت کر دی گئی ہے لازمی وظیفہ بنالو تاکہ تمہاری زبان پر لطافت اور پاکیزگی پیدا ہو جائے اس کا اثر اور فیضان ہو جاتا ہے۔

اسماء گرامی حضور ﷺ کا ورد جاری رہے۔ ہر نام مبارک کے پہلے سیدنا اور آخر میں ﷺ پڑھنا چاہئے مثلاً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ اِسْمُهٗ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

کافی توجہ آداب سے تحفہ درود شریف پیش کرتا رہے۔ اس لئے کہ ہمارے آقا اور مولا کا احسان عظیم ہے کہ ''فرمایا حضور نے اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو دیکھتا ہوں''۔ کثرت درود ذریعہ ہے دیدار کا بڑی تقدیر کی بات ہے۔ خدائے تعالیٰ ہر مومن کو نصیب فرمائے آمین۔ انتہائی کرم ہے مولا کا کہ ارشاد فرمایا جو میری محبت کے راستے پر چلتا ہے وہ بھی میری اولاد میں سے ہے۔ حضرت جد اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (یعنی قطب المدارؒ) کے حالات میں درج ہے (قبات مشمرا بالیوم صوما) (یعنی) روزوں کا تو یہ معاملہ تھا کہ ہفتوں روزوں کا سلسلہ اور شب بیداری کا مسلسل حصہ اور ارشاد تھا کہ (خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است) کھانا پینا تو محض اس لئے تھا کہ زندگی باقی رہے اور وہ ذکر الٰہی (ھو حق) میں گذر جائے۔

اس کم خوابی اور شب بیداری کے باوجود چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا تھا۔ جمال و انوار کا یہ عالم تھا کہ چہرہ مبارک پر نقاب ڈالنا ضروری تھا۔

(حدیث) کی روشنی میں ان کو (ارضی ستارے) کہتے ہیں بیک نظر بت پندار پاش پاش ہو جاتا۔ پیرانِ عظام کے اعجاز تھے کہ حضور روحی فداہ اُمی کے اوصاف جمیلہ وصفات ستودہ گروہ اولیاء میں ودیعت اور امانت تھے کہ لعاب دہن آنکھوں میں لگا دیا بینائی نصیب ہوگئی (فاتح خیبر مولائے کائنات) حکم عالی ہونے پر فرمایا علیؓ (کیف حالک) کیا تمہاری آنکھوں میں (رمد) دور ہو گیا ہے۔ لعاب دہن لگا دیا۔ شفاء کلی نصیب ہوگئی۔ یہ شیر خداوند دندناتا ہوا خیبر کی طرف فاتحانہ انداز میں روانہ ہوا، جنات کے اثر والے بارگاہِ نبوت میں آتے ہیں صرف تھوک دینے اور پانی پر دم کر دینے سے شیطانی اثر کافور ہو جاتا۔ وہ تمام بیماریوں کی دوا اکسیر اعظم اِسم گرامی ہے۔ اولیاء اُمت کو معجزوں کا صدقہ ملا ہے اور وہ اعجاز اور نصرت روحانی کی صورت میں قیامت تک جاری رہے گا۔ اتنی ترقی یافتہ سائنسی دنیا بھی آج یہی بھیک مانگتی ہے اور روحانیات و تصرفات کی طرف جھکی جھکی مائل نظر آتی ہے۔ اس لئے

ہر دوا اور نسخہ اپنے اندر ضرور اثر رکھتا ہے۔ مگر وہ محتاج ہے حکم الٰہی کا۔ یہ روحانیت کے معالجہ اپنا راست تعلق رکھتے ہیں۔ وہ دعاؤں سے حاصل کر لیتے ہیں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ بڑے بڑے میدانِ جنگ کے نقشے حضور ﷺ کی دعا کے صدقے میں فتح و کامرانی و کامیابی سے بدل گئے۔

ہندوستان کے اکابرین میں حضرت شیخ نجم الدین کبری کو ایک مرتبہ ایک بیمار کے پاس بلایا گیا۔ ڈاکٹر طبیب کا ہجوم تھا، آپ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے کہ یہ کیا کرنے والے ہیں دیکھو تو۔ آپ بیمار پر دَم کر کے کھڑے ہو گئے اور ادھر ہوش آ گیا۔ ڈاکٹر حیران ہیں کیا معاملہ ہے۔ فرمایا تم اپنا کام کرو بہت اچھا ہے۔ وہ اثر جسکے کہ ڈاکٹر منتظر تھے آپ نے صرف دَم بھر میں پیدا کر دیا۔ اولیاء اُمت کا معاملہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (واللہ یُعْطِی وَاَنَا قَاسِمٌ) عطار بانی کی تقسیم قانونی طور پر آستانہ سرور کائنات سے ہوتی ہے۔ شفاء حکمت علم صحت تمام چیزیں حضور ﷺ سے ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کو مانگنا پڑتا ہے۔ آستانِ کرم حضور سے نسبت جس کی جتنی قوی ہوئی اور صحیح ہوئی ہے اس کی زبان سیف اللہ ہو جاتی ہے۔ تمہارا تزکیہ نفس، تصفیہ قلب جتنا قوی ہو گا تمام کائنات کے جلوے اور رنگینیاں تمہارے اطراف گھومتی ہوئی نظر آئے گی۔ اس منزل میں معنی قبلہ کی تصویر نظر آ جائے گی۔ بلحاظ گنجائش طوالت اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور آپ کے کام کے آیۃ چند نقوش مجرّبات پیش ہیں۔

نقش معظم

مخالف ہواؤں کا رخ بدلنے اور اس کو کم کرنے کیلئے اور حادثات اور اچانک واقعات کے سدباب کامیابی مقدمات ومقاصد ہے اس اسم کو اپنے پاس رکھنے والا وَهُوَ الظَّاهِرُ کا سوالاکھ چلہ کرے کامیابی یقینی ہے۔

۷۸۶

اللهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ وَيَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ

۳۱۴	۳۲۸	۳۲۴	۳۲۱
۳۲۵	۳۲۰	۳۱۵	۳۲۷
۳۱۹	۳۲۲	۳۳۰	۳۱۶
۳۲۹	۳۱۷	۳۱۸	۳۲۳

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ

عددی نقش چہل کاف

چہل کاف ملفوظی پڑھ کر پانی پلایا جائے۔ اور عددی تحریر کر کے۔ ۷۔۹۔۱۱۔دن پلایا جائے۔جادو، سحر۔شیطانی اثرات سے تحفظ ہو جائے گا مخالف زیر ہو جائے گا۔

هوالحی القیوم

۳۹۱۱	۳۹۰۴	۳۹۰۹
۳۹۰۶	۳۹۰۸	۳۹۱۰
۳۹۰۷	۳۹۱۲	۳۹۰۵

حروف کے اعداد کا طریقہ سیکھ لیا جائے

اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّیْ کَلِمَنْ سَعْفَصْ قرشت ثَخَّذْ ضَظِّغْ

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

(مشہور) بڑا کار آمد مجموعی نقش

۱	۱۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۲	۱۳
۶	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۵	۱۰

مختلف بیماریاں

یرقان	۱۸۲	۱۸۸	۱۸۶
بے قاعدہ	۱۹۰	۱۸۵	۱۸۱
ایام	۱۸۴	۱۸۳	۱۸۹

جملہ امراض

(ضروری) ہدایات برائے خلفاءِ سلسلہ

(حضرت امان اللہ حسینیؒ کے فارسی قدیم ملفوظات کا اُردو ترجمہ)

جاننا چاہئے کہ (شیخ) پیر طریقت جس کو داخل سلسلہ کرنا چاہتا ہے اس کو اپنے سامنے نماز کی نشست میں ادب و احترام کے ساتھ بٹھائے اور استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم (۳) بار پڑھائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم (۳) بار پڑھائے۔

اور اس سے قبل ہی دو رکعت نفل نماز (رجوع الی اللہ وتوبہ) کی نیت سے ادا کروائے اور بعد میں مختصر خطبہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ تک پڑھ کر پیر (شیخ) اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھے۔ اور یہ آیت پڑھے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَّعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ ٥

اگر مرید عورت ہے تو اپنی چادر یا رومال کا گوشہ اس کے ہاتھ میں دیدے۔ اور کہے مرید سے کہ ان الفاظ کو اپنی زبان سے ادا کرے ”میں تمام مذاہب کے مشرکانہ کفریہ طریق سے بیزار ہوں اور ترک کر رہا ہوں اور ایمان لاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرتا ہوں، دین واسلام کو (اور غیروں کے طور طریقہ سے باز آتا ہوں جملہ گنہوں سے) اور داخل ہوتا ہوں میں زمرۂ اطاعت گذاروں میں اور دنیا کی ساری لذتیں اور دنیا میں جو کچھ ہے اُس کو ترک کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی

رضا کے لئے اور یہ کہے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور بلند آواز سے اعلان کرے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ و رسولہ اور آواز سے کہے میں بیعت کرتا ہوں ہاتھ پر حضرت (.......................) کے اور اختیار کرتا ہوں اس سلسلہ کی محبت والی راہوں کو دُعا کرے۔ اے خدائے قدوس فیضان اور برکات روحانی بزرگان طریقت ہمارے نصیب میں لکھ دے۔ اور اسی گروہ اور زمرہ میں مجھے قیامت کے دن اُٹھا اور ان کے ساتھ حشر فرمادے آمین۔ اس کے بعد ضروری ہدایت اور تاکید صوم وصلوٰۃ و تصحیح عقائد اہل سنت الجماعت کی تاکید فرمادے۔ احکام شریعت کو تمام اُمور میں مقدم رکھے۔ قرآن کریم سورہ مُمْتَحِنَۃ کی روشنی میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے سند کے طور پر موجود ہے (عورتوں کی بیعت) کوئی بدعت نہیں ہے بلکہ سنت صحابہؓ میں داخل ہے۔ یہ تعلیمات بڑی مشکل سے ترجمہ کرکے پیش کئے جارہے ہیں (ناول) سمجھ کر نہ پڑھئے۔ دل کے گوشہ گوشہ کو نورانی بنایئے۔

یہ ''گلزار'' کی طباعت اور اشاعت محض فضلِ خداوندی ہے اور یہ مختصر تعلیمات اپنے سلسلہ کے اندر ایک شعور عرفانی پیدا کرنے کے خاطر اپنے روزمرہ کے وظائف میں (خدا معاف کرے) کچھ کمی کرکے رات دن کی تنہائیوں میں شب بیداری کرتے ہوئے مواد فراہم کرکے فارسی زبان کے اکثر ترجمے اُردو میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے تصدق میں اس کو قبول فرمادے اور توفیق عمل عطا فرمائے۔

از شما طمع دعا دارم ز آنکہ من بندہ گنہہ گارم

اکثر نااہل مریدوں کا یہ وطیرہ رہا ہے جو عمل وعلم سے عاری اور جاہل رہتے ہیں۔ ہر ایک آدمی سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمارے حضرت نے ہمیں کچھ نہیں بتلایا۔ بڑی گستاخی اور دیدہ دلیری ہے ہر سلسلہ کے سربراہ اپنے وابستگان سلسلہ کے لئے ہر وہ مساعی جاری رکھتے ہیں جو ان کے علمی اعتبار سے مناسب ہوتی ہے۔ اس لئے اپنا وقت فارغ کرکے ہفتہ میں

ایک بار بڑی مجلس میں ان تمام مسائل کو بتدریج پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں اور عقائد کی پاکیزگی، تزکیہ نفس اور اخلاق و کردار سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر صاحب مقام کا احترام اور باہمی اُخوت کے راہ ورسم نشانِ منزل ثابت ہو جاتے ہیں۔

ہر ذرّہ کائنات اسم اللہ کا مظہر ہے
ہر چیز سے نامِ مبارک اللہ ظاہر ہوتا ہے
(معلوماتی نوٹ)

ہر چیز کہ خواہی عدوش گیر دو بار — یک ساز زیادہ سہر چنداں شمار
پس از طرح ششم کہ باقی ماند — در بیست دوم ضرب کردہ اللہ برآر

یہ ایک فیصلہ کن قاعدہ ہے۔ کسی چیز کا نام لے کر اس کا عدد ابجد کے لحاظ سے نکالے اور اس جمع کو دوگنا بنالے۔ اس عدد میں ایک شامل کر کے عدد تین سے ضرب دیجئے۔ اس کے بعد (٦) سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اس کو (٢٢) میں ضرب دیجئے۔ عدد اسم ظاہر ہو گا مثلاً اگر ہم اسم ولی سے عدد الٰہی معلوم کرنا چاہیں تو (ولی) (٤٦) عدد میں اگر اس کو (٢) سے ضرب دیں تو (٩٢) ہوئے اس میں ایک ملا کر تین سے ضرب دیں تو (٢٧٩) ہوئے ٢٧٩ کو چھ سے تقسیم کریں تو (٢) باقی رہے اس کو ٢٢ میں ضرب دیں تو عدد ذات مقدس برآمد ہو گا (٦٦)

گلزار کا ایک اہم جزا بن حضرت عارف الحق سید شاہ بہلول صدر جمعیت المشائخ نظام آباد ١٣٧٢ ہجری سید شاہ محمود عالم حسینی سالک القادری صدر جمعیت الصوفیاء شاخ نظام آباد۔

خلف اصغر	خلف اکبر
سید مقصود عالم حسینی (ادیب کامل)	(قاری مولوی) سید شاہ مسعود عالم حسینی مدنی
بی او ایل، بی اے (عثمانیہ) وکیل تعلیم	ایم۔اے (عثمانیہ)
فرزند اکبر سید مظہر عالم متعلم	(کویت) متحدہ عرب امارات
فرزند اصغر سید مجتبیٰ عالم	فرزند اکبر سید انتخاب عالم خسرو متعلم

یادِ رفتگان

یہ درویش اور صاحبِ حال صاحب مقام متوکل مگر بے نیازی کا یہ عالم کہ جس کے سامنے دنیا کی جھوٹی عزت یا انداز اور زیرِ نعلین نظر آتی تھی۔ صائبؒ کا شعر مختصر پیش ہے۔

فقر بیقدر کند سلطنت عالم را ہوسی ملک ندارد پسر ادھم را

اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا جن کے رگوں میں فقیری کا خون رواں ہے (وہ درویشی کے جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری) حضرت حیات پروردہ باد و باراں وطوفان حیات وحوادث کے مقبول ومنظور نظر۔ دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے اس فریب ہستی کا نظام خود فریب خوردہ ہے (بقیہ تذکرہ)

ایکہ ہرگز فراموشت نکنم ہر سحر گہ کہ یاد می آید

حضرت الحاج مولانا شاہ حیات احمد صاحب قبلہ خلیفہ سلسلہ حضرت نیازؒ دھلوی وطن شریف سنجیلہ نواح لکھنو۔ عمر شریف کا بڑا حصہ سیاحت وترک وطن آستانہ غریب نوازؒ اجمیر القدس ۳۲ سال بسر فرمایا ہے۔ (۲۵) سال خدمت پیرانِ طریقت (۳۰) سال ہندوستان کے مشہور شعراء بدایوں، سنبھل، کان پور، آگرہ ہندوستان کے اکابرین شیوخ اور نامور سیاسی لیڈروں اور حکماء علماء صلحاء شعراء درویش طریقت کے صحبتوں کے خوگر تربیت یافتہ جہاندیدہ روشن خیال بزرگ مگر فطری شاعرانہ مزاج کم گوئی کم طلبی ترک نام آوری ترک شہرت قناعت وتوکل جن کا اوڑھنا بچھونا ایک درویش کامل کے صفات جلیلہ مگر کبھی ہمہ دانی وخود آگہی کا کوئی تذکرہ زبان مبارک پر نہیں آیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے اندر گوشۂ گمنامی، عزلت پسندی مزاج اقدس کے جواہر ریزے تھے۔ ۱۳۷۴ھ بسلسلہ سیاحت ضلع نظام آباد تعلقہ بانسواڑہ (ڈرکی) اجمیر شریف سے تشریف لائے اور مقام کوٹگیر کو پسند فرمایا چونکہ آستانہ عالیہ، راجنا حسینیؒ سے بڑی وابستگی ہوگئی تھی۔ قدرت کا انتظام ہے کہ اِس خوش قسمت درویش کے لئے آخری آرام گاہ بھی یہی آستانہ

بن گیا۔ اس سلسلہ میں جناب احمد حسین صاحب بی ایس سی آستانہ نے بتوفیق الٰہی پائین آستانہ میں مزار حیاتؒ کے لئے بخش مقام عالی کے لئے عطا فرما کر خوشنودی حاصل فرمایا۔ دوران قیام میں ''بیت الحی'' مہمان خصوصی کے اعزاز سے بسر فرمایا۔ جناب برادرم عبدالحیٔ صاحب گتہ دار نے اپنی خصوصی سرپرستی میں ذمہ دارانہ طور پر بلند حوصلہ ہونے کا ثبوت دیا اگر اس امر کا اظہار کروں تو بے جا نہ ہوگا کہ دعا اور درویشان عالی سے گھر کا چراغ مل گیا۔ ایک خوبصورت فرزند جس کا نام حضرت نے خود تجویز فرمایا ضیاء سلّمہٗ نیازی ہے۔ بڑا ہونہار فرزند عالم ہے تاریخ وصال پر ایک مجلس سالانہ فاتحہ وعظ اور مشاعرہ منعقد ہوتی ہے جو خصوصی انداز میں عقیدتاً جاری ہے۔ آپ کی عمر شریف (قریباً ایک سو سال تھی ظاہر ہے کہ ایک صدی) کی انقلابی زندگی اُتار چڑھاؤ، تلخ کامیابی سے دوچار ہوتا ہے وہ سب ذخیرہ تجربات کا مجموعہ تھا۔ خداداد حافظہ ہزاروں شعر

فارسی اُردو عربی نوک زبان تھے ہر عنوان پر بیسیوں شعر فی البدیہ سناتے رہے۔ ایک رات بھرپور امشاعرہ سناتے۔ حضرت کی ذات منفرد صفات تھی مخلصین کی فہرست میں سرخامہ پر مکرمی عبدالحی صاحب گتہ دار نظر آتے ہیں اور مولوی غلام صمدانی صاحب صوفی بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ اور مولوی احمد علی صاحب منتظم سیشن عدالت ضلع اور مولوی محمد اسمٰعیل بیگ صاحب قادری زیب سر رشتہ عدالت بودھن اور مولوی میراں محی الدین صاحب تاجر پارچہ بودھن، جناب احمد حسین صاحب دھرم آبادی، جناب انصاری صاحب وکیل بودھن نظام آباد کے کم احباب نے سمجھا اور استفادہ فرمایا جن کو اندازہ ہوگا صحبت کیا کیمیاء کا اثر رکھتی ہے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

گلزار بہلولؒ کی اشاعت کے سلسلہ میں یادگاری طور پر انشاء اللہ دوسری فرصت میں مزید حالات فراہم کئے جائیں گے۔

حضرت عارف باللہ سید شاہ امان اللہ حسینیؒ جن کا مزار پُرانوار کوہ عقب قلعہ نظام آباد واقع ہے۔ یہاں مسجد بھی موجود ہے۔ اولیاء نظام آباد کی فہرست میں باکرامت وفضائل کا

مقام ہے۔مستقر نظام آباد میں ایک جماعت اہل اللہ نے اپنا ایک تاریخی مقام رکھا ہے۔مثلاً قدیم آبادی اندرون کوٹ یعنی شہر پناہ تھی جس کا باب الداخلہ عالیشان کمان اور قدیم گنبد شریف خانقاہ ہے۔مثلاً شاہ عالمؒ قدیم عیدگاہ نظام آباد مرکز خاص و عوام ہے جس کی نظر مزار عالی پر گرتی ہے بیک نظر بصد ادب و احترام نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں اور زمانہ صوفی وقت شیخ عصر حضرت کلیم اللہ (عرف موٹے مولوی صاحب) کو دنیا نے دیکھ لیا، ولایت کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں میں موجود ہے۔(ماضی قریب)

اِن اصحاب کرام میں حضرت شاہ امان اللہ حسینیؒ صاحب سلسلہ طریقت مالک خلافت ہیں جن کے خاندانی جدیہ سجادہ نشین سرکاری انعامی ۱۱۰۱ ہجری نسلاً بعد نسل خرقہ خلافت پر مسند سجادگی مامور ہیں۔الحمدللہ حضرت کے فیضان باطنی کا طفیل ہے اس نظام صوفیائی کا سلسلہ اس قحط الرجال (یعنی انسانیت کے قحط) میں بھی جاری ہے اور سلسلہ حضرت بہلولؒ کے خلفاء اس کام میں جڑے ہوئے ہیں۔مریدین و خلفاء کی بڑی تعداد ہے۔۱۶؍و ۱۷؍جمادی الاول کو ہر سال ہجوم عقیدت مندان میں مشاغل علمی مواعظ و مشاعرہ، مجلس و ذکر اللہ کے مختلف حلقے مصروف رہتے ہیں۔حلقہ بودھن، حلقہ نظام آباد، حلقہ عثمانیہ یونیورسٹی، مہدی پٹنم بلدہ۔بی بی کا چشمہ، صنعت نگر، ریاست نگر، الوال وغیرہ مصروف رہتے ہیں۔فہرست علیحدہ درج ہے۔

حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

روز ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ آب و گل
شاہدے را حلہ بخشد یا شہیدے را کفن

(کئی در کار ہیں تب جا کر ایک کپاس کا بیج مٹی اور پانی سے گذر کر
ایک اللہ والے کا لباس بنتا ہے یا ایک شہید کا کفن

ماہ ہا باید کہ تا یک نطفہ آب اندر شکم
صفدرے خیز دیمیداں یا عروس انجمن

(کئی مہینے درکار ہیں تب جا کر نطفہ کا ایک قطرہ میدان کارزار میں ایک شجیع کی
صورت میں یا محفل میں ایک دلہن کی شکل میں نمودار ہوتا ہے)

سالہا باید کہ تا یک کودک ازروی خرد
عالم دانا بود یا شاعر شیریں سخن

(کئی سال درکار ہیں تب جا کر ایک لڑکا اپنی عقل سے
ایک مشہور عالم کی صورت میں ایک عظیم شاعر کے روپ میں نمودار ہوتا ہے

قرن ہا باید کہ تا صاحب ولے پیدا شود
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

صدیاں درکار ہیں تب جا کر ایک صاحب دل نمودار ہوتا ہے
(جس طرح) خراساں میں حضرت بایزیدؒ اور قرن میں حضرت
اویسؒ)

*

حضرت شاہ حیات احمد صاحب حیاتؔ قبلہ

چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، نیازی، صفوی، سندھبلوی (اتر پردیش)

ہستی ہے نہ مستی ہے کعبہ ہے نہ بت خانہ
یہ کونسا عالم ہے اے جلوۂ جانا نہ

ہو شوق سے بے پردہ او جلوۂ جانانہ
سب اپنے ہی اپنے ہیں کوئی نہیں بے گانہ

ویران کن ہر مسجد غارت گر بت خانہ
سمجھا میں تجھے سمجھا ائے ابروئے جانانہ

وہ سجدہ گہ ہستی یہ سجدہ گہ مستی
کعبہ سے نہیں کم ہے کچھ حرمت میخانہ

میں نے تجھے دیکھا ہے میں نے تجھے سمجھا ہے
آئینہ در آئینہ کاشانہ بہ کاشانہ

بیدار ہوئی ہستی دل نیند سے چونک اُٹھا
ساقی نے پلائی جب پیمانہ پہ پیمانہ

تو ہے سو وہی میں ہوں تفریق بس اتنی ہے
تو حسن کا مالک ہے میں حسن کا دیوانہ

کانوں میں یہ آتی ہے آواز اذاں کیسی
شائد کہ میں بھولا ہوں راہِ در میخانہ

زاہد تری دنیا سے ہے دور میری دنیا
تو معتکف کعبہ میں ساکنِ بت خانہ

کعبہ سے حیاتؔ آیا اُٹھ کر سوئے بُت خانہ
کچھ دل میں خیال آیا دیوانہ تو دیوانہ

ضمیمہ (گلزار)

مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقْ

تاجدارانبیاء کاارشاد گرامی ہے کہ اےئے مشاقانِ جمالِ ربانی، ناصیہ شہود یعنی دھرتی کی پیشانی پر جوانوار تم دیکھ رہے ہو وہ میرا ہی نور ہے۔اس کا تم کو شعور نہیں ہے۔تم اس کا کسی طرح بھی انکار نہیں کرسکتے۔(اول ما خلق اللہ نوری)

"تو اصل وجود آمدی از نخست　　　وگر ہر چہ موجود شد فرع تست

(سعدیؒ)

آؤ جلد سمجھنے کی کوشش کرو ورنہ دنیا سے ایمان کے ساتھ اُٹھنا مشکل امر ہے، دیدہ ور بن جاؤ، آنکھوں سے پردہ ہائے تعینات و اعتبارات کے جلوے محو کرکے دیکھو غفلت، حجابات اُٹھاکے دیکھو نورٌ علی نور کی تفسیر پر بیضا مسرور نظر بن جائے گی۔بُت کدہ حیات کے سارے طلسمی جلوے ختم ہوجائیں گے اور تمہارا نغمہ محمدی ﷺ ہوجائے گا محمد محمد محمد محمد، محمد۔ محمد۔ محمد۔ محمد (صلوۃ اللہ سلام علیک یا رسول اللہ۔ اول محمد۔ آخر محمد۔ ظاہر محمد۔ باطن محمد)

آیئے۔چلئے اپنے عنوان مضمون پر حقائق مسائل و معارف کی طرف تھوڑی دیر چلیں اور دیکھیں اور غور کریں کہ اس میں کیا دعوت فکر ہے۔سنئے اور یاد رکھئے۔دین کی تعلیمات اور فقہ کی اصطلاح میں صحابہ کرام کی تعریف یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور شرفِ صحبت نصیب ہوا ہے اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا ہے اور مخصوص صحابہ عشرہ مُبشّرہ ہیں۔جن کو دنیا کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی۔اور یہی

دیدار کا سلسلہ بڑا اہم ہو کر سامنے آیا۔اصل مسئلہ دید کو سمجھنے کے لئے ایک خاص مثال پیش ہے۔اولیاء اُمت کی زندگی کا ایک شان دار ایمان نواز روح پرور حصّہ ہے کہ حضرت امام غزالیؒ نے بڑا طویل حصہ پیش فرمایا کہ حضرت ابو یوسف بخشی نے اپنے ایک خلیفہ کے ملاقات کو آئے دیکھا بڑے خاص اوقات،خاص مقام پر فائز ہے انتہائی مرتاض اور صاحب حِال ہیں۔مرشد قبلہ نے فرمایا کہ اے بابا(خلیفہ) میرا خیال ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے دیدار سے مشرف ہو جانا مناسب ہے۔خلیفہ نے جواب دیا کہ بایزید بسطامیؒ کے دیدار کا سوال کیا ہے جب کہ میں بایزید کے خدا کو دیکھتا ہوں۔

فرمایا بیٹا!! سنو غور سے سنو۔تمہارے اپنے اعتبار اور حُسن توجہ سے خدا کو ستر ۷۰ بار دیکھنا اور بایزیدؒ کے ایک بار دیکھنے کے برابر ہے۔اس پر غور کے بعد خلیفہ صاحب نے رضامندی ظاہر کی۔زادِ سفر کے ساتھ بسطام شہر کے جانب پیر و مرشد اور خلیفہ بغرض زیارت (ملاقات) وطن سے نکلے اور منازل طے کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہونچ گئے۔معلوم ہوا خانقاہ کا اعلان ہے کہ حضرت بایزید (۴۰) دن میں ریاضت گاہ سے حَبس ِدم سے فارغ ہو کر باہر آئیں گے،انتظار کی گھڑیاں مشکل سے گذری۔دیدار بایزیدؒ کے لئے جوق در جوق کعبۂ انسانیت کے طواف کے لئے چشم براہ تھے۔حضرت ابو یوسف اور ان کے ہونہار خلیفہ بھی شریک مجلس تھے۔اعلان ہوا کہ (۴) چار بجے غار سے باہر تشریف لائیں گے۔مخلوق خدا کا ہجوم تھا،نماز سے نکلتے ہی آفتاب عرفان کی پہلی جلالی کرن ابو یوسفؒ پر بجلی کی طرح گری وہ تاب لائے مگر ہونہار خلیفہ دوسری نظر میں نظر کا گھائل ہو گیا۔روح پرواز کر گئی۔ حضرت ابو یوسفؒ نے بڑی عاجزی سے عرض کیا۔حضرت بڑی تمناؤں کے ساتھ لایا تھا، جواب ملا کہ کچا لایا تھا پکّا ہو گیا ہے۔فکر نہ کر(اختلاف رائے) دیکھ تیرا خلیفہ مرا نہیں زندہ ہے۔آنِ واحد میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔خلیفہ نے کہا میرے آقا حضور ﷺ نے عرش مُعلّٰی پر مازاغ لبصر کا سُرمہ لگایا اور ان کا غلام میں بھی ہوں کہ معراج عرش اعلیٰ کا جلوہ فرش

زمین پر دیکھ لیا یعنی زمین پر چہرہ بایزیدؒ کو دیکھا کہ انوارِالٰہی کا نور ازلی آنکھوں میں پھر گیا۔ ثابت ہو گیا کہ سرکار مدینہ کا ارشاد ''جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا'' ثابت ہو گیا۔ جس نے شیخ کو دیکھا اُس نے حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جس نے حضور کو دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا۔

(سبحانك ما اعظم شانك) سبحاني ما اعظم شأني (پیر بسطامی)

آیئے حضرت پیر طریقت امام سلسلہ خواجہ چراغ دہلویؒ نے اس حقیقت محمدی کا انکشاف فرمایا ہے (صحائف السلوک فارسی) صفحہ (۸۸) (ومن فوائد) (کشف) آسمان دنیا سے مراد تن مبارک (محمد) ہے۔ بیت المعمور۔ دل مبارک ہے۔ لوح محفوظ۔ سر مبارک ہے۔ اب ہمارا استدلال سید الاولیاء حضور غوث اعظمؒ نے الشیخ فی قومه کالنبی فی امة استدلال کیا ہے شیخ کو نبی نہیں فرمایا بلکہ مثل نبی فرمایا ہے کہ شیخ اپنے حلقہ عقیدت میں مزاج نبوت کا تعارف فرائض و معارف نبوت کی دعوت دیتا ہے۔ عرفان نبوت کا درس دیتا ہے کہ دیکھو دیکھو۔ دیکھنا سیکھو۔ اس لئے پہلی نظر اِس منزل میں شیخ کی صورت کا جلوہ ہی ہو سکتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى معلوم ہوا کہ آسمان کے حسین جلوے زمین کے رنگین نجوم فلکی مہ و خورشید دیکھنا دیکھنا نہیں ہے نظارے بلکہ اس کائنات میں خالق کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے تری آنکھ نہ ملی اور تو نے آنکھ سے آنکھ نہیں ملایا تو واقعی دیدار کے حق سے محروم ہو گیا اس لئے اندھا کہا گیا۔

ابو جہل اشد اندھا کہاں دیکھا محمد کو جو صدیقوں نے دیکھی ہے وہ صورت مصطفی کی ہے

متقدمین، سلف صالحین کے تصنیفات عربی، فارسی میں ذخائر امانت رکھ دیا ہے۔ لیکن ہزار افسوس کہ ماحول میں قحط رجال (انسانیت، آدمی کا قحط ہو گیا ہے کوئی بھی اس مزاج ولایت کا خوگر نہیں، عرفان ولایت سے عاری ذہن اس فیضان سے محروم رہ گیا) عقلی قلابازیوں میں لوٹ پوٹ ہو کر عشق و محبت کے صراط المستقیم سے دور اور بہت دور ہو گیا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

(علامہ اقبالؒ)

اے مخاطب!!! اپنی نسبت کا سلسلہ۔سلسلہ دامان کرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا دے۔ اسی سلسلہ محبت کی کڑی بن جا اِس سلسلہ سے وابستہ ہو جا، اس زنجیر محبت میں جڑ جا پیوست ہو جا اس لئے کہ ذات ِگرامی ہمہ تن دین ہے اور حقیقت دین ہے۔روح ایمان ہے، اصل ایمان ہے۔

اگر اس آقا مدینہ کے قدموں تک نہ پہونچا اور خاک ِقدم رسولؐ کا سُرمہ تیری آنکھوں کے لئے نہ ملا تو تیری آنکھوں میں بیابانوں کی خاک ہے۔خاک ِصحرا سے تیری آنکھیں بے نور ہو جائے گی۔اسی بے نور زندگی کا دوسرا نام ابولہب کی کافرانہ زندگی ہے۔خدا تجھے بچائے اس مسموم آب و ہوا سے اور دجّال کے پھندوں سے جس میں عظمت رسول و احترام نبوت کے عملی گوشہ حیات موجود نہیں ہیں، وہ سراسر کفریات والحاد ہے۔

(حلقۂ ذکروفکر شعبۂ نسوان) محترمہ الحاجہ سیدہ فاطمہ بیگم موظف صدر معلمہ، الحاجہ سیدہ قمر النساء بیگم، سابق صدر معلمہ، محترمہ رقیہ خانم عثمانیہ کیمپس، محترمہ ریشمہ خانم (عثمانیہ)، محترمہ اہلیہ شاہ محمد خلیفہ (اڈیکمنٹ)، اہلیہ حکیم صاحب خلیفہ مہدی پٹنم و اہلیہ محمد علی صاحب پھولا نگ نظام آباد، سیدہ زہرہ خاتون، سیدہ رحمت خاتون، سیدہ احمدی بیگم، سیدہ انیس عالم۔

*

من علمنی حرفاً فقد صارنی غلاماً

عزیزان طریقت ۔مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ارشادات سے ایک جواہر ریزہ مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا الخ یعنی جس نے مجھے ایک (حرف) سکھلایا (یا۔ پڑھایا) وہ (باعظمت شخص) مجھے اپنا غلام بنالیا سبحان اللہ سبحان اللہ ایمان افروز حقیقت سامنے آگئی ہے ۔ایک ظاہری استاد، معنوی استاد، روحانیت کا اعلیٰ مقام ہوگیا۔تربیت جسم،تربیت روح، تربیت اخلاق یہ سب ایک معلم اخلاق کی تربیتی منزل ہے ۔اسی طرح مقام شیخ ہے کہ اپنے حلقہ وابستگان سلسلہ کی عرفانی تربیت کرتا ہے اور جہل کے اندھیرے سے نکال کر نور علم سے سینہ کو روشن کرتا ہے ۔

اِس نسبت عبد و رب کا عرفان مقصد ایمان مغز عبادت ہے ۔اس شریعت و معرفت کا مئے خوار و نور عشق اور جوش عمل میں اپنی صدائیں بلند کرتا ہے کہ میں اس درس کا غلام ہوں اور میں فلاں فلاں کا غلام ہوں ۔اور ان کے غلاموں کا غلام ہوں ۔اس کو قرآن کریم کی روشنی میں (تحدیث نعمت) یعنی اظہار نعمت تصوّر کیا جاتا ہے ۔اگر ایک طالب علم ایک شاگرد اپنے اُستاد کو کہے کہ میں ایک غلام ہوں تو نہایت معقول بات ہے ۔اگر ایک مُرید اپنے کو شیخ کا غلام کہے تو کوئی گناہ نہیں ہوا بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار کیا جارہا ہے لیکن اس کے معنے یہ نہیں کہ تم کو حکم دیا جارہا ہے کہ تم اپنے کو غلام کہو۔ ہر گز نہیں ۔ایسا حکم نہیں کیا جاتا ہے بلکہ حسن عقیدت کے جوش میں غلام کہنا قابل فخر ہو جاتا ہے ۔حدیث :- جو شخص کسی عالم کے دیدار کو گیا،گویا وہ مجھے دیکھنے کے لئے آیا ہے ۔جو شخص کسی (عالم) شیخ سے مصافحہ کیا گویا وہ مجھ سے مصافحہ کیا۔۔جو شخص کسی عالم کے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا، جو شخص دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا قیامت میں میرے ساتھ بیٹھنے کا موقع عطا فرمایا جائے گا۔

ہم نشینی گر تو خواہی ما خدا تو نشینی در حضور اولیاء
(مولانا روم)

زہد و عمل علم و تمنا و ہوس ایں جملہ ہست خواجہ منزل پداشت
(خواجہ چراغ دہلوی)

آج جس علم و عمل کی ہولناکی میں ساری دنیا مست ہے، یہ سب راستے کے اتے نہ پتے ہیں۔ سنگ راہ (نشان) ہیں۔ آدمی خود فریبی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ حالانکہ منزل سے اس کا صرف واسطہ ہے، منزل بہت دور ہے۔ ہمارے محترم نے اسی کو اپنی منزل تصور کیا ہے، فریب خوردہ ذہنیت ہے۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

مَسْئَلَةٌ مِنَ الْعِرْفَانِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ

عرفانِ الٰہی واقعی ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آج ذہن اس کی عظمت سے عاری و خالی ہوتے جا رہے ہیں۔ سلف صالحین اُمت کی خانقاہی تعلیم آواز دے رہی ہے۔

(باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ) لوٹ ماضی کی طرف اے گردشِ ایام تو

حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کا ارشاد ہے کہ ص ۱۷۱

حضرات چشتیہ اور نقشبندیہ کے ہاں تصورِ شیخ کی بڑی اہمیت ہے۔ غیر صوفی حضرات کو یہ بات کھٹکتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں:

اس سلسلے میں میرا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مظاہر ہیں۔ چنانچہ کوئی بھی عبادت گذار خواہ وہ کند ذہن ہو یا ذکی، جب وہ خدا کی عبادت کرتا ہے تو خدا کے بے شمار مظاہر میں سے ایک نہ ایک مظہر اس کے روبرو ہوتا ہے اور اس منزل میں یہی مظہر اِس عبادت گذار کا معبود بن جاتا ہے۔ یہی وہ راز ہے جس

کی بناء پر شریعت نے نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ذاتِ باری کے متعلق استوا علی العرش، ثابت کیا ہے۔ اِس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ ارشاد بھی آتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیوں کہ اس کے اور اس کے قبلہ نماز کے درمیان خدا خود موجود ہے۔

الغرض اے سالک! تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف ہرگز توجہ نہ کرو اور نہ اس کو چھوڑ کر اپنے دل کو کسی اور سے وابستہ کرو۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توجہ عرش کی طرف توجہ کرنے سے ہو یا اس کے لئے تم اس نور کا تصوّر کرو جو عرش کے اوپر ہے اور جس کا رنگ کھلا ہوا چاند کی روشنی کی طرح ہے۔ نیز تم خدا کی طرف اس طرح بھی توجہ کرسکتے ہو کہ اس کے لئے نماز میں قبلہ کی طرف توجہ کرو جیسے کہ اوپر کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے۔ چنانچہ یہ گویا اس حدیث کے مطابق مراقبہ ہوگا۔ نیز دوسری جگہ تصورِ شیخ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور جب مرشد اس کے سامنے سے ہٹ جائے تو پھر مرشد کے تصّور کو اپنے پیش نظر رکھے۔ لیکن مرشد کا یہ تصّور محض احترام اور محبت کے اعتبار سے ہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ یہ تصور وہی فائدہ دے گا جو کہ اس محبت سے حاصل ہوتا ہے“۔

تصورِ مرشد در نماز

حضرت خواجہؒ تو نماز میں بھی تصورِ مرشد کی تاکید فرماتے ہیں:

”مرید در نماز مراقبہ پیر کند۔ تصور او در استاد چپا باشد بداند کہ پیر یکے از دو طرف اور حاضر است یا او را امام تصور کند یا خود را بین یدیہ داند“۔

حبس دم دفع خطرات کے لئے حبس دم بھی مفید ہے۔حضرت خواجہؒ فرماتے ہیں کہ اگر سالک ہر وقت اور ہر حال میں حبس دم کی مشق کرے تو بہت جلد فائدہ محسوس ہوگا۔

گلزار بہلول (قطعہ تاریخ سنہ تالیف)

از: رفیق احمد صاحب منصفؔ

کمال شریعت ہے گلزار بہلول　　جمالِ حقیقت ہے گلزار بہلول
یہ ہے معرفت کا لباس تفاخر　　دشال طریقت ہے گلزار بہلول

*

مرزا اسمٰعیل بیگ زیب قادری سررشتہ دار عدالت منصفی بودھن

تیری یادوں میں جب سے ہوا ہوں میں ضم

مجھ سے پوچھے جو کوئی حدیث الم
میری دولت یہی رنج ہے اور غم

قیمت عیش عالم سبھی ہیچ ہے
تیری یادوں میں جب سے ہوا ہوں میں ضم

ہر طرف نور ہے ہر طرف نور ہے
دیدہ ور تو بنی ایک ہی چشم نم

اب کسی اور سُرمہ کی حاجت نہیں
مفتخر ہے یہی تیری خاک قدم

من گدائم گدائے سگ کوے تو
میری ٹھوکر میں ہے حشمت ملک جم

تیری نسبت کی بس اک نشانی ہے یہ
جب کہ عاصی سے ہوجائے خود محترم

زیبؔ عاصی کا بس اک سہارا ہے تو
کاش تو جو بنادے اسے محتشم

یاد ہے تجھ کو تیری پیدائش — سب کے سب ہنس رہے تھے تو گریاں
اس طرح جی کہ وقت موت تیری — سب کے سب رو رہے ہوں تو خنداں

سالکؔ القادری

لكَ الحمد والشكر يا ربّنا

مصابیح الغرر ۱۴۰۰ ہجری

یہ ذرۂ خمول ابن حضرت بہلولؒ نے اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود محض فضل ربّانی وبرکات روحانی فیضانِ پیر طریقت ہے کہ:

انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے

ہزاروں مسائل مکاتب کے ذخائر جگہ جگہ اپنی پوری تابش سے ماحول کو منور کر رہے ہیں ایسے میں یہ چند خذف ریزے اپنے برادران سلسلہ کی ذہنی تربیت کے لئے سپرد قلم کئے جارہے ہیں۔ بنظر وسعت مضمون آفرینی نہایت ہی حقیر سرمایہ ہے۔ آسمان عرفان کے مہ وخورشید و روشن ستاروں نے دلیل شام وسحر کی طرح زندگی پر مسلط ہے لیکن اپنے ماحول اور حلقہ ارادت وعقیدت کے مزاج اور حوصلہ علمی کے مطابق بڑی معرکۃ الآراء مسائل میں اُلجھنے کے بجائے ایک دعوت عرفان کا آسان سبق اور شعور بندگی کا میلان کم ازکم ایک بڑے کام کی ابتداء تو ہوسکتا ہے۔ خداوند تعالیٰ بفضل فخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سینوں کو کھول دے، غفلت کی نیند سے بیدار کردے، تجدید ایمان اور منزل توبہ تک پہنچادے ۔

بندۂ عیب اور کس نخرد او بصد عیبہا خرید مرا

یہ صرف مولیٰ تعالیٰ کی انوکھی شان ہے کہ ہزاروں عیب سینکڑوں گناہوں کے باوجود مجھ حقیر کو خرید لیا ہے، پسند فرمایا ہے۔ دنیا کا ہر خریدار کوئی کھوٹی چیز اور خراب سودا کرنے تیار نہیں ہے مگر وارے قدرت کہ اپنے عبد ذلیل کو سرفراز کرنے کے لئے دیر نہیں لگتی یہ بھی ایک اعجاز ہے۔ ورنہ:

صلاح کار کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

وصلی اللہ تعالی علی النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وذریاتہ وازواجہ الطاہرات وجمیع امہات المومنین تابعین و تبع تابعین ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

یادِ محبوب کلیجہ سے لگائے رکھئے

قصۂ رنج و الم آج اٹھائے رکھئے
ذکرِ محبوب کو محبوب بنائے رکھئے

رقت انگیز ہے ہر لمحہ میری بزمِ خیال
شورِ لبیک سے یک دھوم مچائے رکھئے

بچھ گئی ہے صفِ مژگاں یہ وفورِ گریہ
کیوں نہ آئیں گے وہ آنکھوں کو بچھائے رکھئے

ہے متاعِ ابدی اور ہے حفظِ ایماں
یادِ محبوب کلیجہ سے لگائے رکھئے

آپ کے در کی غلامی تو شہنشاہی ہے
کم سے کم اپنی یہ صورت تو بنائے رکھئے

عزت و جاہ حشم اپنا یہ مقصود نہیں
آستانے پہ غلاموں کو بٹھائے رکھئے

بے سہارے ہیں، نکمے ہیں عمل کے معذور
ہم گنہگاروں کی ہر بات بنائے رکھئے

چھوڑ کر در کو کہاں جائے نکمہ محبوبؐ
نارِ دوزخ سے بہر حال بچائے رکھئے

☆

منقبت

یا امان اللہ حسینی ذوالجمال — فی نظام آباد جئت باالکمال
امت مشہور و معروف الخصال — کنت ذاکر فی النہار واللیال
ھذا یوم سیدی یوم الوصال — صار ھذا الیوم عرس للرجال
مالکم یا بالکم یا للعجب — اولیای فی البقا قال تعال
سبع عشرہ من جمادی اوّل — کنت ذاکر حین جاء ارتحال
نلت بالحق یا امان اللہ شاہ — فی امان اللہ عز باالکمال
من فیوضک قضت حظاً وافرہ — یا امان اللہ حسینی ذوالخصال
نام کالنوم العروس حبذا — ھذا وصل اللہ لنا نعم المثال
سیرک سیر الی اللہ دائماً — سیرنا سیر الیک الکمال
انت من اولاد عبدالقادر — نلت من علم النبوت ذوالکمال
انت تخدم سالکین طریقھم — ایھا السالک دع الامر المحال

*